دلائلِ نوریہ
بر
مسائلِ ضروریہ

تالیف

حضرت علامہ مولانا طارق محمود نقشبندی
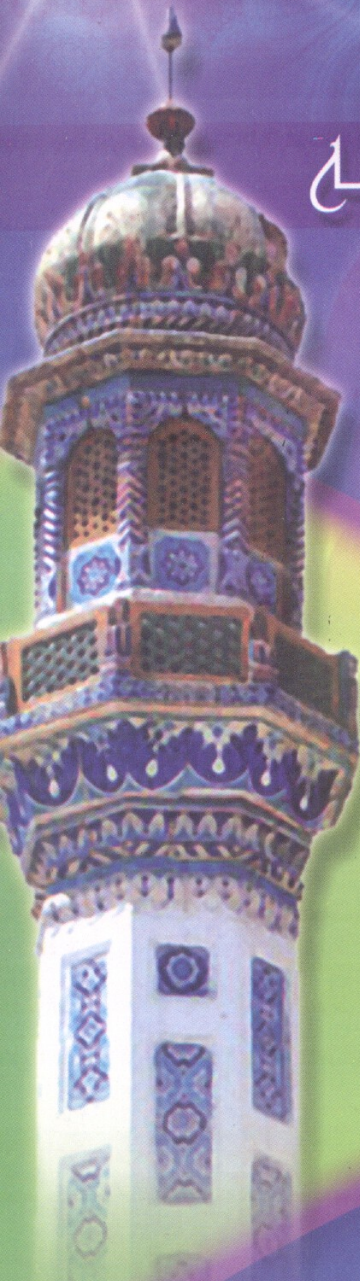
جمعیت اِشاعت اہلِسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph: 021-32439799 Website: www.ishaateislam.net

دلائل نوریہ

بر مسائل ضروریہ

مؤلف

حضرت علامہ مولانا

مفتی طارق محمود نقشبندی مدظلہ العالی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب : دلائل نوریہ بر مسائل ضروریہ

مؤلف : حضرت علامہ مولانا مفتی طارق محمود نقشبندی مدظلہ

سن اشاعت : ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ/ مارچ ۲۰۱۱ء

تعداد اشاعت : ۳۲۰۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ و السّلام علٰی سیّدنا محمد و آلہ وأصحابہ أجمعین

ان کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

جس نے ایمان وہوش کی حالت میں رسول کریم ﷺ کا دیدار کیا یا جسے آقا ومولیٰ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی اور پھر ایمان پر اس کا وصال ہوا اُس خوش نصیب کو شرع میں صحابی کہتے ہیں۔ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کے لئے قرآن میں رب تعالیٰ نے ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ﴾ (البینۃ: ۸/۹۸) "اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی" (کنزالایمان) ارشاد فرمایا۔

یہ مژدہ ہر صحابی کے لئے ہے، اب ان میں سے وہ کہ جنہیں رسول اللہ ﷺ کی خاص رفاقت حاصل ہوئی وہ تمام صحابہ میں ممتاز مقام رکھتے ہیں، قرآن پاک میں ارشاد ہوا:

﴿تِلۡکَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَھُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ﴾ (البقرہ: ۲/۲۵۳)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

آیت کی تفسیر میں مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۹۱ھ) فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بعض رسول بعض سے اعلیٰ ہیں، یہ نہیں کہہ سکتے کہ بعض بعض سے ادنیٰ ہیں، اس میں ان کی توہین ہے جیسا کہ فضلنا سے معلوم ہوا۔

چنانچہ اس آیہ کریمہ میں پتا چلا کہ وصف نبوت میں تو تمام انبیاء میں کوئی تفرقہ نہیں یا خصائص وکمالات میں درجے متفاوت ہیں اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، خازن، مدارک)

بلاشبہ تمام صحابہ وصف صحابیت میں برابر ہیں لیکن بعض کا مقام بعض سے افضل ہے یہی کہنا ایک مسلمان کو زیب دیتا ہے اور یہی تعلیم قرآن اور طریقہ سلف صالحین ہے۔

بعض لوگ اور صاحبانِ منبر اس روش کی طرف چل پڑے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان خاص کر کاتبِ وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں نقص نکالنا اور افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عناد کو عین دینِ اسلام بتاتے ہیں (اسی بات کا ذکر مصنف نے رسالے کے آخری صفحات میں کیا ہے)۔

مصنف نے قرآن وحدیث اور اقوالِ صالحین سے ان کے شیشے کے اس گھر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ تمام صحابہ عظام اسی کے حق دار ہیں کہ ہر ایک کی تعظیم کی جائے اور بعض کو خاص مقام ومرتبہ حاصل ہے۔

علاوہ ازیں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ''علیہ السلام'' اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کے تعظیمی کلمات کا استعمال جیسا کہ اکابرین کا طریقہ ہے دلائل سے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان نے اس سے قبل بھی ان دونوں عنوانات پر علیحدہ علیحدہ رسالے شیخ الاسلام مولانا عبد القادر بدایونی رحمہ اللہ کی تصنیف کا اردو ترجمہ بنام ''اختلافِ علی ومعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما'' اور مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب (رئیس دار الافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان) کے چند فتاویٰ کا مجموعہ ''علیہ السلام و رضی اللہ عنہ کے استعمال کا شرعی حکم'' شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

ادارہ اسے اپنی سلسلہ اشاعت نمبر دوسو تین (۲۰۳) پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے مُصنّف، معاونین اور اراکینِ ادارہ کی اِس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اِسے عوام وخواص کے لئے مفید بنائے آمین۔

فقط

حافظ محمد رضوان

(جنرل سیکریٹری جمعیت اشاعت اہلِ سنّت)

نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسو لہ الکریم

اما بعد

فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ (الفتح :۴۸/۲۹)

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اوران کے اصحاب کفار پر سخت اور آپس میں مہربان (نرم دل) ہیں۔

نہیں جاتی متاعِ لعل و گہر کی گراں یابی
متاعِ غیرت و ایمان کی ارزانی نہیں جاتی

قرآنِ مجید کے پہلے مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کی تعریف وتوصیف، ایمان واعمال کا قرآن مجید نے خوب نقشہ باندھا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مومنین، مسلمین، متقین، محسنین، مصلحین، اور اولیاء اللہ وغیرہ کے عظیم القابات سے نوازا ہے اور ان کے فسق وفجور سے مبرا ہونے کی گواہی وشہادت دی، قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا لازوال، لاریب اور غیر متبدل (تبدیل نہ ہونے والا) سچا کلام ہے۔ اس لیے قرآن پاک میں بیان کیے گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کمالات ایسے قطعی ہیں کہ جن میں کسی تردّد وشک یا تغیر وتبدل کا ہرگز کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ﴾ (یعنی چھپی وظاہر باتوں کا جاننے والا ہے) اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ میرے محبوب ﷺ کے پیارے صحابہ رشد وہدایت اور اخلاص وللّٰہیت کی راہِ حق سے ہرگز اِدھر اُدھر نہیں ہوں گے یعنی ہمیشہ راہ حق پر قائم ودائم رہیں گے۔

یہی وجہ تھی کہ ان نفوسِ قدسیہ کی کفار ومنافقین بھی عیب جوئی نہ کر سکے حالانکہ اسلام لانے کی وجہ سے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سخت دشمن تھے اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی ایسی بات ہوتی جو آج کل کے معاندین وحاسدین بیان کرتے ہیں تو کفار ومنافقین

ضرور ان باتوں کو اُچھالتے

سرکار دو عالم ﷺ کے پیارے یاروں کی شان وعظمت تورات وانجیل میں بھی بیان کی گئی ہے جس پر قرآن مجید کی گواہی موجود ہے:

﴿مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ﴾ (الفتح: ۴۸/۲۹)

اس بے مثال جماعتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دیگر لاثانی اوصاف وکمالات اور لافانی رفعتِ درجات کا مقابلہ غیر صحابی کے لیے ممکن نہیں کیونکہ حدیثِ پاک میں موجود ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیے ہوئے ایک کلو جَو غیر صحابی کے پہاڑ برابر سونا خرچ کرنے سے افضل ہیں۔

پوری امتِ مسلمہ کا چودہ سو سال سے یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بحالتِ ایمان ایک لمحہ وآن کے صحبت وزیارت کا شرف رکھنے والے صحابی کی عظمت کو کوئی غوث، قطب، ابدال جس کا تمام عمر ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ضائع نہ ہوا ہو نہیں پہنچ سکتا یعنی اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دیگر اوصاف وکمالات جو قرآن وحدیث میں بیان ہوئے ہیں وہ نہ بھی ہوتے تو صرف ایک لمحے کا شرفِ صحابیت ایسا عظیم شرف ہے کہ جس کا نعم البدل ممکن نہیں ہے اور جو اَب سرکار دو عالم ﷺ کے وصال کے باعث محال ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو گیا ہے، حاصل نہیں کیا جا سکتا تو پھر وہ فضائل وکمالات جو اللہ ورسول نے قرآن و احادیث میں قطعی ویقینی طور پر بیان کر دیئے ہیں ان کا مقابلہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تمام عمر راہ حق وصواب پر قائم رہنا روزِ روشن کی طرح یقینی ہے۔ جس کا انکار کورِ دیدہ وکورِ عقل کے سوا کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی امانت ودیانت، صداقت وشرافت، تزکیہ وطہارت بھی نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ ہے۔

تمام صحابہ نفسِ صحابیت میں برابر ہیں اگرچہ درجات صحابیت میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے جس طرح تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم نفسِ نبوت ورسالت میں برابر ہیں کہ قرآن پاک کی اس آیت ﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ﴾ (البقرہ: ۲/۲۸۵) کے تحت

ہم کسی ایک رسول کی بھی رسولوں میں سے تفریق نہیں کر سکتے اور بحکمِ قرآن:

﴿تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ﴾ (البقرہ: ۲/۲۵۳)

ہم نے رسولوں میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

کمالِ احتیاط سے اہلسنت نے ان آیات کی روشنی میں حسنِ عقیدہ کی انتہائی خوبصورت راہ نکالی ہے کہ یہ نہ کہا جائے کہ انبیاء و مرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بعض بعض سے ادنیٰ ہیں بلکہ یوں کہا جائے کہ سارے اعلیٰ ہیں اور کچھ اعلیٰ سے بھی اعلیٰ ہیں ادنیٰ کوئی بھی نہیں لہذا کسی ایک نبی کی شان میں ادنیٰ تخفیف و تقصیر کفر ہے بلا تشبیہ اسی طرح تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل و امین بفیضانِ سید المرسلین ﷺ بڑی شان والے ہیں ان میں سے کسی ایک کا انکار کل کا انکار اور ایک کی شان میں بھی معمولی تخفیف و توہین کرنے والا کل کی توہین کا مرتکب قرار پائے گا اور وہ ضرور فسق و ضلالت کی راہ پر ہوگا۔ کیونکہ اہلسنّت و جماعت کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق کذب و عناد ممکن ماننے سے ابلاغ قرآن و سنت میں نقص و شک لازم آتا ہے جس کے باعث پھر شریعتِ اسلامی سے لوگوں کا اعتماد ہی اٹھ جائے گا (مذکورہ بالا افکار و خیالات کی تفصیلات درکار ہوں تو مکتوباتِ امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوب نمبر ۱۵، ۲۷، ۳۶، ۵۴، ۵۹، ۸۰، ۹۶، ۱۲۰، ۲۲۹، ۲۵۱، ۲۵۱، ۳۵۱ خصوصی طور پر ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں) مجدد صاحب فرماتے ہیں صحبتِ نبوی کی برکات اور مشاہدہ انوار مصطفےٰ ﷺ کے نتیجہ کا شرف ایسا ہے کہ صحابہ میں سب سے کم مرتبہ کسی صحابی کے مرتبے کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر حضرات تمام تر عظمتوں کے باوجود نہیں پہنچ سکتے (مکتوبات شریف) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر کے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (النساء: ۴/۵۹)

اطاعت کرو اللہ کی اور رسول (ﷺ) کی۔

خدا و مصطفےٰ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کا جو کامل نمونہ اور عملی تفسیر پیش کی اس کی

مثال تاریخ کائنات میں ملنا ناممکن ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ (ﷺ) ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا آپ اور آپ کا خدا جنگ کریں ہم یہیں بیٹھیں گے۔ (القرآن)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ مقدس وخوش نصیب جماعت ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی قیادت وامامت میں نماز، جہاد، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر ہر طرح کے اعمالِ صالحہ ادا کرنے کا ہزاروں مرتبہ شرف حاصل کیا جن کی قبولیت پر کسی شک کی گنجائش نہیں کیونکہ جب سرکارِ دوعالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی ہیں تو پھر آپ ﷺ کا ہر عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول ہونا یقینی ہوا لہٰذا اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ وہ اپنے محبوب ﷺ کی معیت میں اعمال بجالانے والوں کے اعمال کو قبول نہ فرمائے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ کے ''یدُ اللّٰہ'' والے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا اور قرآن پاک نے ﴿ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (الحج: ۷۸/۲۲) فرما کر جن کے مسلمان ہونے کی سند قیامت تک کے لیے محفوظ کردی:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ﴾

(الانبیا: ۱۰۱/۲۱)

بیشک وہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہوچکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

صحابہ کرام گمراہ نہیں ہوں گے:

﴿وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ ھَدٰھُمْ﴾ (التوبہ: ۱۱۵/۹)

اللہ تعالیٰ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کے بعد گمراہ کرے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ کسی پلید اور منافق کو صحابہء کرام کی پاک جماعت میں برداشت ہی نہیں کرتا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ﴾ (ال عمران: ۱۷۹/۳)

اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں کہ پاکوں اور خبیثوں کو اکٹھا رہنے دے یہاں تک کہ وہ پاک وخبیث کو جدا کریگا۔

آیت سے ثابت ہوا یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفر ونفاق اور فسق وفجور کی خباثتوں اور آلائشوں سے مبرا ہی نہیں بلکہ منافقوں کے اختلاط سے بھی پاک کردئے گئے تھے۔اس قرآنی صراحت کے بعدان میں کسی کے منافق ہونے کا خیال کرنا یا کینہ وخباثت کی طرف صحابہ کو منسوب کرنا بڑی خباثت ہے فرمایا:

﴿وَ بَشِّرَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾(یونس: ۱۰/۲)

ترجمہ: اور خوش خبری دیجئے ایمان والوں (صحابہ) کو کہ ان کا اسلام لانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا ہے۔

﴿وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾(الحج: ۲۲/۵۴)

اور بیشک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو صراطِ مستقیم پر چلاتا ہے۔

پھر اسکی شان کے خلاف ہے کہ ہدایت کے بعد انہیں گمراہ کرے۔ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا وعدہ فرماتا ہے اور انھیں دوزخ سے اتنا دور رکھے گا کہ وہ دوزخ کی آہٹ بھی نہ سنیں گے۔

﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ﴾ (الحدید:۵۷/۷)

پس (صحابہ) جو ایمان لائے اور خرچ کیا ان کے لیے بڑا اجر وثواب ہے۔

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ﴾ (یوسف: ۱۲/۱۰۸)

محبوب تم فرماؤ یہ میری راہ ہے میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں اور میرے قدموں پر چلنے والے (صحابہ) دل کی آنکھیں رکھتے ہیں۔

﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (الحدید:۵۷/۱۰)

اور ان سب (صحابہ) سے اللہ تعالیٰ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم راہ حق سے نہیں پھریں گے)

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۖ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ ؕ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَ نُوْرُھُمْ﴾ (الحدید:۵۷/۱۹)

اور وہ جو اللہ اور رسولوں پر ایمان لائے وہی کامل سچے ہیں دوسروں پر گواہ ہوں گے اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ثواب اور نور ہے۔

﴿وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ﴾ (الفتح:۴۸/۲۹)

نبی ﷺ کے صحابہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں۔

کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ﴾ (التغابن: ٦٤/١١)

اللہ پر ایمان لانے والوں (صحابہ) کے دل ہدایت پر ہوتے ہیں۔

﴿ھُوَ اجْتَبٰکُمْ﴾

اللہ تعالیٰ نے اے اصحاب نبی (ﷺ) تم کو چن (یعنی پسند کر) لیا۔

﴿وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (ال عمران: ٣/٦٨)

اللہ تعالیٰ مومنین (اصحاب) کا ولی ہے۔

﴿وَاَلْزَمَھُمْ کَلِمَةَ التَّقْوٰی وَ کَانُوْٓا اَحَقَّ بِھَا وَ اَھْلَھَا﴾ (الفتح:۴۸/۲۶)

(صحابہ کے لیے اللہ نے) پرہیزگاری کو لازم کر دیا ہے۔ اور وہی اس کے زیادہ حق دار اور اہل تھے۔

﴿وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَ زَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَ کَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ؕ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ نِعْمَةً ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝﴾ (الحجرات: ٤٩/٧،٨)

لیکن اللہ نے ایمان کو پیارا اور دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور نافرمانی اور گناہ تمھیں ناگوار و ناپسند کر دیئے ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں پس اللہ کا ان پر فضل و احسان ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ صحابہ کرام گمراہ و نافرمان نہیں ہوں گے ان کے بے عیب اور سچے ہونے میں حکمت یہ ہے کہ انہوں نے پوری دنیا پر صحیح عقائد اور اعمال کو پھیلانا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ضمیر و خمیر میں اللہ تعالیٰ نے ایمان و تقویٰ، رشد و ہدایت اور اوصافِ حمیدہ کا نور کچھ ایسا رچا بسا دیا کہ اب کبھی بھی کوئی ان سے نورِ حق کو جدا نہیں کر سکتا، جیسے پھول سے رنگ، و بو جدا نہیں ہو سکتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے گناہوں سے پاک ہونے کی سند اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قیامت تک کے لیے محفوظ کر دی ہے جسے کوئی منسوخ نہیں کر سکتا۔

﴿كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ﴾ (البقرہ: ۲/۱۳)

یعنی ایمان لاؤ صحابہ کرام کے ایمان کی طرح۔

اور

﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ﴾ (البقرہ: ۲/۱۳۷)

ان قرآنی آیات میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے ایمان کو سچے ایمان کی ہمیشہ کے لیے کسوٹی و معیار بنا دیا ہے جو کوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو بیوقوف کہے خود بیوقوف ہے۔ اور پکا بے شعور ہے۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے مذاق کرے اللہ تعالیٰ اس کو سزا دے گا۔

﴿فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (ال عمران: ۳/۳۱) کے تحت اتباعِ رسول ﷺ کے باعث اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو اپنا محبوب بنا لیا ہے۔ ﴿مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (السمائدہ: ۵/۶) سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی تنگی نہیں چاہتا بلکہ طہارت و پاکیزگی اور پوری نعمت عطا کرنا اور شکر گزار بنانا چاہتا ہے اور ﴿وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ (ال عمران:

۱۶۴/۳) سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی باطنی طہارت و پاکیزگی فرما دی ﴿یُعَلِّمُکُمْ مَا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ: ۱۵۱/۲) فرما کر قرآن خوانی اور قرآن دانی کا ماہر بنایا ہے، ان سے حمق و جہل دور کر کے کتاب و حکمت کا عالم ہونا پسند فرمایا ہے جن کے مالی صدقات، زکوۃ وخیرات کو قبول اور ظاہر و باطن کو پاک وصاف کر کے ان کے لیے ہر طرح کے سکون کی دعا کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو یوں دیا۔

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَ تُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَ صَلِّ عَلَیْھِمْ ط اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ ط وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ﴾ (التوبہ: ۱۰۳/۹)

اے محبوب (ﷺ) ان کے مال صدقہ کو قبول فرما کر انہیں ستھرا اور پاکیزہ بناؤ اور ان کے لیے دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

﴿یَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَاناً﴾ (الفتح: ۲۹/۴۸)

کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے فضل، رضا کے ہر وقت طلبگار رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اخلاص ونیت کی قرآن مجید میں یوں گواہی دی:

﴿مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰہِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ط اَلَآ اِنَّھَا قُرْبَۃٌ لَّھُمْ﴾ (التوبہ: ۹۹/۹)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو خرچ کرتے ہیں ان کی نیت اللہ کا قرب اور رسول کریم (ﷺ) سے دعائیں لینا ہے خبردار (ان کی محبت میں شک نہ کرنا) بیشک اس چیز کے باعث وہ اللہ کا قرب پائیں گے۔

اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی اصلاح مشکل ہوتی اور وہ معاذ اللہ حق سے پھرنے والے ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس تفصیل واہتمام سے ان کی شان بیان نہ فرماتا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی

ثابت قدمی و باہمی ربط کے متعلق قرآن میں فرماتا ہے:

﴿وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ﴾ (الانفال:۸/۱۱)

تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو مضبوط و مربوط کرے اور تمہیں ثابت قدم رکھے۔

اور اسی آیت میں فرمایا:

﴿اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً .... وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ﴾ (االانفال: ۸/۱۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھک جائیں تو اللہ تعالیٰ سکون کے لیے خود نیند طاری کرتا ہے.... اور دور کر دی ان سے شیطانی ناپاکی (یعنی صحابہ میں شیطانی وسوسہ ٹھہر نہیں سکتا)۔

ان آیات سے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی ذات اور اعمال و کردار اور نیکیوں کی قبولیت کا قطعی و یقینی ہونا بالکل واضح ہے اس مخلص و مقدس جماعت کی نیتوں پر شک کرنے والے ذرا اپنے گریبان میں جھانکیں اور اپنے نجی و عائلی کرتوتوں پر ایک طائرانہ نظر ہی ڈال لیں ممکن ہے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی تھکاوٹ سے بچ جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری مجہول تاویلات اور من گھڑت تحقیقات پر فیصلے نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ (الاعلیٰ: ۸۷/۱۹)

جو خود کو پاک کرے وہ کامیاب ہے۔

تو پھر جن کو اللہ و رسول پاک کریں ان کی طہارت کا کیا حال ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ہر وقت طہارت و ستھرائی کے طلب گار رہتے ان کے اس جذبے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا:

﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ (التوبہ: ۹/۱۰۸)

(محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی مسجد میں) وہ لوگ ہیں جو خوب ستھرا ہونا چاہتے

ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دعا کریں:

﴿رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ كَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا﴾ (آل عمران:۳/۱۹۳)

اے ہمارے رب ہمارے گناہ معاف فرما اور برائیاں مٹادے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے فوراً قبول کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ اَنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی ۚ بَعۡضُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَالَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا وَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِهِمۡ وَ اُوۡذُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَ قٰتَلُوۡا وَ قُتِلُوۡا لَاُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَیِّاٰتِهِمۡ وَ لَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ۝﴾ (آل عمران: ۳/۱۹۵)

ان کے رب نے ان کی دعا قبول کرلی کہ وہ نہیں ضائع کرتا کسی کی محنت کو مرد ہو یا عورت سب ایک ہیں (اجر دیئے جانے میں) پس جنہوں نے ہجرت کی اور ستائے گئے، جہاد میں (غازی ہوئے) یا شہید ہوئے ضرور ان کے گناہ معاف کروں گا اور ضرور ان کو نہروں والی جنتوں میں داخل کروں گا اور اپنی بارگاہ سے ثواب دونگا ان کو اچھا ثواب۔

پوری جماعت صحابہ کو ﴿كُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّةٍ﴾ (آل عمران:۳/۱۱۰) فرما کر کہ تم بہترین گروہ ہو، خیرامت ہونے کی قرآنی سند عطا فرمادی ﴿یَسۡعٰی نُوۡرُهُمۡ بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَبِاَیۡمَانِهِمۡ﴾ (الحدید: ۵۷/۱۲) (صحابہ) کے آگے اور دائیں نور دوڑتا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا صحابہ اندھیر نگری میں نہیں رہتے تھے۔ وہ اللہ کے نور کی روشنی میں زندگی گزارتے ہیں۔ اس لیے وہ ناحق آپس میں کیسے لڑ سکتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وہ خوش نصیب و عالی بخت جماعت ہے جن کے فاتح عالم اور اعمال کے کامل ہونے کی گواہی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں بیان فرمائی:

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ صلے وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ۴۷/۳۵)

(صحابہ) تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے وہ ہر گز تمہارے اعمال میں نقصان نہ کرے گا۔

سورہ حدید آیت ۴ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾

جہاں بھی ہو میں اللہ تمہارے ساتھ ہوں۔

جو ہر وقت اللہ کی معیت و توجہ اور حفاظت و نگرانی میں ہوں وہ شیطانی خواہشات اور دنیوی اغراض و مفادات کی آلائشوں سے کیونکر آلودہ ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے اطمینان قلبی، وسعتِ ایمانی اور حق الیقینی کی گواہی قرآنی الفاظ میں یوں بیان فرمائی:

﴿هُوَالَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ﴾ (الفتح: ۴۸/۴)

اللہ وہ ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتارا تا کہ ان کا ایمان و یقین زیادہ ہو۔

اور فرمایا:

﴿لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ﴾ (التحریم: ۶۶/۸)

اللہ تعالیٰ رسوا نہ کرے گا نبی اور آپ کے (صحابہ) کو۔

وہ صحابہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو فرمائے:

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ (الانعام: ۶/۵۲)

اور دور نہ کرو (صحابہ) کو جو اپنے رب کو صبح و شام یاد کرتے ہیں رضا چاہنے کے لیے۔

﴿فقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ﴾ (الانعام: ۶/۵۴)
پس اے محبوب ﷺ تم فرماؤ سلام ہو (صحابہ) تم پر تمہارے رب نے رحمت کرنا لازم کرلی اپنے ذمہ کرم سے۔
سورہ کہف آیت (۲۸) میں فرمایا:
﴿واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینک عنھم﴾
اے محبوب (ﷺ) اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اللہ کی رضا کے لیے عبادت کرتے ہیں اور ان سے اپنی نظریں نہ ہٹائیے۔
آیت بالا سے معلوم ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وہ مقدس جماعت ہے جن کا بحکم قرآن ایمان مضبوط، دل چین سے مسرور افکار و کردار ہر قسم کے نقائص و عیوب سے محفوظ اور اخلاص وللہیت سے معمور ان کو اپنے قریب کرنے خود کو ان کے قریب رکھنے اور دور نہ کرنے اور ہر وقت توجہ خاص میں رکھنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کس قدر واضح الفاظ میں دیا بلکہ فرمایا:
﴿ھذا ذکر من معی﴾ (الانبیاء: ۲۱/۲۴)
کہ یہ قرآن تو تمہارے (صحابہ) کا ذکر ہے۔
اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے دشمنان صحابہ کا منہ بند کرتے ہوئے فرمایا:
﴿بان اللہ مولی الذین امنوا﴾ (محمد: ۴۷/۱۱)
پکی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں (صحابہ) کا مولیٰ ہے۔
سورہ انفال آیت ۲۶ میں فرمایا:
﴿فاوٰکم و ایدکم بنصرہ و رزقکم من الطیبٰت﴾
اللہ نے (صحابہ) کو اپنا ٹھکانہ دیا اپنی مدد سے طاقتور بنایا اور پاک رزق عطا فرمایا۔

﴿وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیۡنَہُمۡ ؕ اِنَّہٗ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ﴾ (الانفال: ۸/۶۳)

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے دل آپس میں محبت سے ملا دیئے ہیں وہ غالب حکمت والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ دلوں میں محبت ڈالنے کی طاقت رکھتا ہے اور اس باہمی محبت میں حکمت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں خواہشاتِ دنیوی کے لیے اختلاف و جھگڑا نہ کریں قرآن مجید نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خواہشات واشگاف الفاظ میں بیان فرمائیں کہ وہ عرض کرتے ہیں:

﴿غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ﴾ (البقرہ: ۲/۲۸۵)

اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور اپنی بارگاہ سے ٹھکانہ دے۔

وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ہر وقت دعا کریں:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا وَ ہَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ﴾ (ال عمران: ۳/۸)

اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر بعد ہدایت دینے کے اور عطا فرما اپنی خاص رحمت بیشک تو ہی عطا فرمانے والا ہے۔

صحابہ دنیا کی نہیں بلکہ نیک لوگوں میں شامل ہونے کی طمع رکھتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

﴿وَنَطۡمَعُ اَنۡ یُّدۡخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الصّٰلِحِیۡنَ ○ فَاَثَابَہُمُ اللّٰہُ بِمَا قَالُوۡا﴾ (المائدہ: ۵/۸۴، ۸۵)

اور ہماری خواہش ہے کہ ہمارا رب ہمیں صالحین کے گروہ میں شامل فرمائے پس اللہ نے ان (صحابہ) کی خواہش کو پورا کر دیا۔ سورہ توبہ کی آیات ۱۱۱، ۱۱۲ ملاحظہ کریں ان کی صرف دعاؤں کو ہی قبول نہیں کیا گیا بلکہ فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ﴾

بیشک اللہ تعالیٰ نے ان مومنین (صحابہ کی جانوں اور مالوں کو خرید یعنی قبول کر کے جنت عطا فرما دی ہے۔

ایسا کیوں کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ﴾

وہ (صحابہ) اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔

﴿فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ﴾

وہ اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرتے ہوئے اپنی جان بھی قربان کر دیتے ہیں۔

﴿وَعْداً عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْآنِ﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر کیے ہوئے سچے وعدہ کا ذکر قرآن مجید کے علاوہ تورات اور انجیل میں بھی کیا ہے۔

جو کہ صحابہ کے ساتھ کمالِ محبت وشفقت منتہائے کرم ومہربانی اور ان کی شان رفعت نشان کی کھلی دلیل ہے۔ پھر آگے فرمایا:

﴿وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ﴾

کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر وعدہ پورا کرنے والا کون ہوسکتا ہے۔

﴿فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ﴾

لہٰذا خوشیاں مناؤ (اے صحابہ) اس سودے کی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔

﴿وَذَالِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ﴾

اور یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔

یہ کامیابیاں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس لیے دیں کہ

﴿اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرَّاکِعُوْنَ

السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (التوبہ: ۹/۱۱۲)

کہ ان (صحابہ) سے کوئی غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں اللہ کی خوبیاں بیان کرنے والے ہیں روزہ رکھنے والے ہیں رکوع وسجود کرنے والے ہیں بھلائی بتانے والے ہیں برائی سے روکنے والے ہیں اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ایسے ایمان والوں کے لیے اللہ کی طرف سے خوش خبریاں ہیں۔

﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (المجادلہ: ۵۸/۲۲)

اللہ تعالیٰ ان (صحابہ) سے اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے وہ (صحابہ) اللہ کا گروہ ہیں خبردار بیشک اللہ کا ہی گروہ (صحابہ) فلاح ومراد والے ہیں۔

ایسے عظیم اوصاف وکردار والے ذاتی وفانی، دنیوی اغراض ومفادات کی خاطر آپس میں ہرگز نہیں لڑ سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ (الاعراف: ۷/۴۳)

ہم نے ان کے سینوں سے حسد کینہ نکال دیا ہے۔

صرف کینہ ہی نہیں نکالا بلکہ

﴿فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا﴾ (ال عمران: ۳/۱۰۳)

پس (صحابہ) کے دلوں میں ایسی محبت ڈال دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے آپس میں بھائی بھائی ہوگئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ﴾ (ال عمران: ۳/۱۷۴)

وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلنے والے ہیں کسی برائی نے انھیں چھوا بھی نہیں۔

برائی انہیں کیوں چھوتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ یَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ O وَ یُذْهِبْ غَیْظَ قُلُوْبِهِمْ﴾

(التوبہ: ۹/۱۴، ۱۵)

کہ اللہ نے ایمان والوں (صحابہ) کے سینوں کو شفا بخش کر ان کے دلوں سے تنگی دور کر دی ہے۔

اس لیے

﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ (المؤمنون: ۲۳/۳)

اب وہ لوگ (صحابہ) لغو و بیہودہ باتوں کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔

کیونکہ قرآن کہتا ہے:

﴿لَیْسَ لَهٗ سُلْطَانٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ (النحل: ۱۶/۹۹)

ایمان والوں (صحابہ) پر شیطان کو غلبہ نہیں۔

اگر ان سے سہواً کوئی غلطی ہو بھی جائے (معاذ اللہ) تو قرآن نے بتایا:

﴿کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لا اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْٓءً بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (الانعام: ۶/۵۴)

تمہارے رب نے اپنے کرم سے فرض کر لیا (اے صحابہ) تم پر رحمت کرنا جو کوئی بھول کر غلطی کرے پھر توبہ کرے اور خود کو سنوار لے تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

عرش الٰہی کے فرشتے بھی ان کے لیے دعاءِ بخشش کرتے ہیں قرآن کہتا ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ج رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ﴾ (المؤمن: ۴۰/۷)

اللہ کا عرش اٹھانے والے اور عرش کے گرد تسبیح وحمد کرنیوالے ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں (صحابہ) کے لیے مغفرت مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب تیری رحمت اور علم ہر چیز پر وسیع ہے پس تو اپنی راہ پر چلنے اور توبہ کرنے والوں کو بخش دے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

چنانچہ قرآن کہتا ہے:

﴿عَفَا اللّٰهُ عَنهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾ (المائدہ: ۵/۱۰۱)

اللہ تعالیٰ نے انہیں (صحابہ کو) معاف فرمادیا ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بردبار ہے۔

صرف معاف ہی نہیں فرمایا بلکہ فرمایا:

﴿وَاَسبَغَ عَلَيكُم نِعمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً﴾ (لقمان: ۳۱/۲۰)

اللہ تعالیٰ نے (اے صحابہ) تم پر اپنی ظاہری وباطنی نعمتیں انڈیل (بہا) دی ہیں۔

منتہائے کرم یہ ہے کہ

﴿هُوَ الَّذِى يُصَلِّى عَلَيكُم وَمَلٰٓئِكَتُهٗ﴾ (الاحزاب: ۳۳/۴۳)

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے (اے صحابہ) تم پر بھی درود بھیجتے ہیں۔

اور یہ اس قابل ہیں چنانچہ قرآن کہتا ہے:

﴿وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيقًا ○ ذٰلِكَ الفَضلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيمًا﴾ (النساء: ۴/۶۲)

اللہ کے علم وفضل سے (صحابہ) بہت اچھے ساتھی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ ہر وقت درود بھیجے وہ باہم عناداً کیسے جنگ کرسکتے ہیں۔

اب ان نصوصِ قرآنیہ کے مقابل جولوگ من گھڑت روایات یا تاریخی حکایات سے یہ ثابت کرنے پر مصر یعنی (اڑے ہوئے ہیں) کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اقتدار ومفادات کے

لئے آپس میں جھگڑتے اور ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے۔ ان کے علمِ تجہیل اور تحقیق تضلیل و تفسیق کو کوئی مسلمان کیسے مانے گا ایسی اولوالعزم اور اعلیٰ اور مہتم بالشان مقدس اور مخلص جماعت پر رائے زنی کرنے والوں کے متعلق قرآن کہتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِينًا﴾ (الاحزاب: ۵۸/۳۳)

جو لوگ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں (یعنی صحابہ اور صحابیات) کو بلاوجہ ستاتے ہیں وہ کھلا بہتان اور گناہ اپنے سر لیتے ہیں۔

اس نورانی جماعت صحابہ کرام پر الزام تراشیاں اور رائے زنی کر کے ان کی شان میں تنقیص کرنے والے کیا اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ اٰمَنُوْا وَ لَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا﴾ (المجادلہ: ۱۰/۵۸)

بے شک شیطان ایمان والوں (صحابہ) کو پریشانی میں ڈالنے کی مشاورت کرتا رہتا ہے مگر ذرا بھر بھی ان کو تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔

قرآن کی اس نصِ قطعی سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو گئی ہے کہ صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کو حرف گیری کر کے اذیت اور تکالیف پہنچانے والے رافضی و خارجی اور ان کے آلہ کار قیامت تک سینے پیٹتے، گلے پھاڑتے اور سر پھوڑتے رہیں مگر ناکامی و رسوائی کے سوا انہیں نہ کچھ حاصل ہوا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (آل عمران: ۸۳/۳)

اسلام کے سوا دین چاہنے والے کو قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ خسارہ اٹھائیں گے۔

اختلافاتِ صحابہ میں اہل سنت کا نظریہ احتیاط

جو لوگ حضرت علی، امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے اختلاف و معاملات کو آج ڈیڑھ ہزار سال بعد ہوا دے کر مسلمانوں میں جدال و فساد اور تفرقہ پیدا کر رہے ہیں وہ مذکورہ بالا آیات قرآنیہ سے عبرت و نصیحت حاصل کریں، خدا اور رسول ﷺ کی ممدوح جماعت صحابہ کی مخالفت مول نہ لیں۔ قرآن مجید کے حکم:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ص وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾ (البقرہ: ۲/۲۰۸)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور اپنے کھلے دشمن شیطان کی اتباع نہ کرو۔

اسلام صلح کلیت (کھچڑی) کی اجازت نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے:

﴿لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ﴾ (کافرون: ۱۰۹/۶)

تمہارے لئے تمہارا دین ہمارے لئے ہمارا دین ہے۔

معاشرے کو خواہ مخواہ کے الجھاؤ میں نہ ڈالیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لئے تمہیں کوئی قاضی نہیں بنایا نہ وہ تمہاری تحقیقِ مجہول وفضول کا محتاج ہے بلکہ قرآنِ مجید میں ہے:

﴿وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ﴾ (الاعراف: ۷/۸۹)

اللہ ہی بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔

قرآنِ پاک نے یہ بھی ہمیں بتا دیا:

﴿تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ج لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ج وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ (البقرہ: ۲/۱۴۱)

کہ وہ جماعت گزر چکی ہے ان کے اعمال ان کے لئے تمہارے تمہارے

لئے اور تم سے ان کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا عمل کرتے تھے۔

صحابہ واہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے خلاف ہرزہ سرائی وہی کرسکتا ہے جسے نبی کریم ﷺ کے روبرو پیش ہونے کا یقین نہ ہو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے وہابیت اور شیعیت کی افراط وتفریط سے بچا کر نہ صرف سنی مسلمان بلکہ اہلسنّت کا رہنما اور پیشوا بنایا پھر عوام اہلسنّت نے بھی آپ پر تن من دھن قربان کر کے تجوریاں بھرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی پھر یہ کتنی ناشکری، احسان فراموشی اور ستم ظریفی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی غلامی بلاشرط اور اطاعت بلافصل کرنے والے جان نثار پروانوں صحابہ اور اہل بیت کے معاملات کو اپنی عقل وعلم نارسا کے ترازو میں تولنا شروع کردیں اور ۹۹ فی صد عوام اہلسنّت کے جذبات کا خون کر کے چند خبیث وذلیل حامیانِ شیطان پلید کے زرِ جیف (مردار مال) کو تحفہ عظیم سمجھنا کوئی دانشمندی نہیں بلکہ دارین کی روسیاہی وتباہی کا باعث ہے اگر تمہارا کوئی شاگرد اور ارادت مند ذرا سی چشم پوشی کر بیٹھے تو تم رات دن اسے احسان فراموشی اور ناشکری کے طعنے دیتے ہوئے نہیں تھکتے۔ تمہارا احترام تو دینی اور مسلکی تعلق کی بنا پر تھا نہ کہ آپ کا کوئی زرخرید غلام ہے۔ اگر تمہاری ناشکری ناقابل معافی جرم ہے تو پھر خود ہی سوچ لیں کہ اللہ اور رسول ﷺ کی ناشکری کی کیا سزا ہوگی۔

خود ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کرو — ہم نے کہا تو شکایت ہوگی

امام طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں صحابہ کی محبت دین وایمان کا حصہ اور حسنِ عقیدت کی آئینہ دار ہے اور بغض وعداوت رکھنا نفاق وگناہ اور کفر کی علامت ہے۔ (الاسالیب البدیعہ)

مذکورہ بالا قرآنی آیات پر غور کے بعد صحابہ کرام اور حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہم کو صحابی مان کر ان پر طعن وتشنیع کے حیلے سوچنے والے اپنے ایمان کے متعلق خود ہی فیصلہ کریں۔

علامہ نبہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین جو اختلاف و ٹکراؤ نظر آئے اس سے بچنے کی کوشش کر۔ کہ ان پر حسن ظن رکھنا واجب ہے ان کی سیرتِ حمیدہ ومحمودہ اور فضائل کا چرچہ کر۔ جس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی خوبیاں بیان کیں وہ نفاق سے

بچارہا نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ایک چیز یہ ہے کہ آپ ﷺ کے تمام صحابہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے صحابہ سے افضل ہیں ان کے مرتبے کو کوئی کمالات علمی اور عملی والا خواہ کتنا ہی فائق ہو نہیں پہنچ سکتا ان کے ہدایت کے بلند جھنڈوں سے راستہ تلاش کر۔ گمراہ شیعہ اور بدعتی لوگوں سے تعلق قطع کر۔ مستند آئمہ کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں، ان پر بحث نہ کی جائے آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ اگر کوئی بدو (دیہاتی) بھی ایک لمحہ بحالت ایمان زیارت کر لیتا تو حکمت و دانائی کی باتیں کرنے لگتا۔ (ملخصاً جواھر البحار)

سرکارِ دو عالم ﷺ کی حدیث ہے کہ میرے صحابہ پر طعن سے اپنی زبان روکو ان کا ذکر صرف بھلائی و خیر سے کرو۔

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے اپنے رب سے صحابہ کے اختلاف کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے محبوب ﷺ وہ ستاروں کی مانند ہیں بعض بعض سے قوی ہیں۔ اور ہر ایک کے لئے نور ہے جس نے ان کے اختلاف میں سے بھی کسی چیز پر عمل کیا تو وہ بھی میرے نزدیک ہدایت پر ہے اس سے ثابت ہوا کہ تمام صحابہ اختلافی معاملات میں بھی ہدایت پر تھے۔ صحابہ کرام کی جماعت ایسی جماعت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں آیہ کریمہ ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ﴾ (البینہ: ۸/۹۸) کے الفاظ میں اپنی رضا کا قطعی سرٹیفکیٹ عطا فرمایا اس لئے ان کی شان کے خلاف بے سروپا تاریخی روایتوں اور من گھڑت حکایتوں کی قطعاً کوئی حیثیت نہیں۔

شیعہ فرقہ ۳۷ ھجری کو ظاہر ہوا جو چند ایک کے سوا تمام صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں ان کا لیڈر عبداللہ ابن سبا یہودی تھا جو مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے مسلمان ہوا اس نے بڑی مکاری و فریب سے محبتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آڑ میں سب سے پہلے ملت اسلامیہ کی اجتماعیت واتحاد کو پارہ پارہ کیا حتٰی کہ خود شیعہ فرقہ بھی اس کی چیرہ دستیوں سے نہ بچا اور شیعہ بھی ۲۴ فرقوں میں تقسیم ہو گئے جو قرآن پاک میں کمی و بیشی کے الزامات صحابہ پر لگاتے ہیں اور احادیث پر بھی اعتماد نہیں کرتے ملخصاً (صواعق محرقہ) حالانکہ وحیِ جلی و خفی کے نقل کرنے میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہی پاک افراد متعین ومخصوص تھے۔ثبوت احکام قرآن وسنت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتماد از حد ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ اہل سنت و جماعت تمام صحابہ کے متعلق عادل وامین ہونے اور حرکات قبیحہ وخصائل جسیمہ ورذیلہ اور خطائے شرعیہ سے محفوظ و مامون ہونے کا عقیدہ صحیحہ رکھتے ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اعزاز صحابیت کی برکت سے شرف علم وتزکیہ باطن بھی حاصل ہوگیا لہذا ان کو عادل نہ ماننے سے قرآن و سنت کی حقانیت وصحت پر شک لازم آتا ہے اور قرآن وسنت کی حقانیت پر شک کرنے سے فسق وگمراہی اور پھر نوبت کفر تک پہنچ جاتی ہے جو کہ دارین میں نقصان وخسران کا باعث ہے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے اور دارین کے عذاب سے بچائے صحابہ کرام کی مکرم ومعظم جماعت کی صرف ایک صحابیت کی صفت ہی اتنی بڑی شان والی ہے کہ کوئی اس کی عظمت کا اندازہ نہیں لگا سکتا اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کی مثال کھانے میں نمک کی سی ہے۔(خصائص کبریٰ) یعنی صحابہ کے بغیر شریعتِ اسلامی بے مزہ ہو جائے گی۔

اہل تصوف نے تو ولی کی نشانی یہ بیان کی ہے کہ ولی وہ ہے جس سے کوئی ناشائستہ حرکات سرزد نہ ہوں۔(کتاب :ہمدان کے مشائخ نقشبند صفحہ ۱۴۴)

تو پھر قرآن مجید کے حکم ﴿وَ يُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ﴾ (البقرہ: ۱۵۱/۲) کہ میرے محبوب ﷺ تم کو ستھرا کرتے ہیں اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس لاریب کلام کی گواہی کے بعد کسی کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ ایک آدمی کو صحابی رسول ﷺ بھی مانے اور پھر اس میں نہ صرف صفاتِ مذمومہ کا قائل ہو بلکہ اس کی صحابیت پر طعن بھی کرے یہ اہلسنت کا عقیدہ نہیں کہ خود اچھے عمل کر کے ولی بننے والا تو برے خصائل و عادات اور حرص دنیا سے پاک ہو جائے اور پھر اس ولی کی نگاہ کی تاثیر کا یہ عالم ہو کہ وہ چوروں کو ہوس وحرصِ دنیا کی آلائیشوں سے ایک ہی نگاہ سے پاک کر کے قطب بنا دے اور بارگاہ

نبوت ورسالت میں تربیت پانے والا (صحابی) بغضی، حاسدی، لالچی وکینہ پرور اور متعصب ہی رہے العیاذ باللہ۔ جبکہ نبی کا کلمہ پڑھے بغیر کوئی آدمی ولی تو درکنار مسلمان بھی نہیں بن سکتا۔

اولیاء صیقل گراں روم داں

نے چوں نقاشانِ چین لعبت گراں

اولیائے کرام چین کے نقاشوں اور روم کے صیقل گر (چمکانے) والوں کی طرح ہیں۔ تو پھر سیدِ عالم ﷺ کی صیقل گری اور نقاشی کا کیا عالم ہوگا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ ﷺ کی نگاہِ کرم سے کیوں کر صیقل نہیں ہوئے ہوں گے۔

وہابیوں، شیعوں کے خمس وخبث سے لتھڑی ایسی خرافات وضلالت کے متعفن ملغوبے اہل سنت ہرگز نہیں چاہتے جو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی شان وعظمت کو اپنی ناقص عقل کے ترازو میں تولنے کے مکروہ دھندہ سے نہ صرف اپنے بلکہ دوسروں کے دین ودنیا کو بھی تباہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بے حد وبے حساب رحمتیں نازل فرمائے آئمہ ومشائخ اہل سنت پر جنہوں نے بڑی جانفشانی سے مذہب اہل سنت کو افراط وتفریط کی لعنتوں سے محفوظ رکھا اور صراط مستقیم کو ہر دور میں خوب نکھارا۔

تمام صحابہ عادل، اہل خیر وصلاح اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے مقدمات ہیں۔ نبراس شریف میں ہے:

فان المذهب عندنا ان اصحاب الجمل و الصفين عدول لانهم مجتهدون

بیشک اہل سنت وجماعت کے نزدیک (حضرت امیر معاویہ، حضرت عائشہ، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے درمیان لڑی جانے والی) جنگ جمل وصفین میں شریک ہونے والے صحابہ کرام مجتھد وعادل تھے۔

مرقات حاشیہ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

واما معاویہ رضی اللہ عنہ فھو من العدول الفضلاء الصحابۃ

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل اور اہل فضل صحابہ میں سے ہیں

امام نووی فرماتے ہیں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کمال عدالت، قبول

شہادت اور تسلیم روایت پر اجماع واتفاق ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں جو کسی صحابی کے ساتھ بغض رکھے وہ بد مذہب ہے۔ (مکتوبات شریف جلداوّل)

ہمیں تمام صحابہ کے ساتھ محبت و تعظیم کا حکم ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے والے خطاءِ اجتہادی پر تھے نہ کہ خطاءِ عنادی پر، بلکہ مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص کی غلطیاں اور لغزشیں حضرت اویس قرنی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کی صحیح آراء سے افضل تھیں۔ (مکتوبات شریف)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ نے شاتمان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جواب میں پانچ کتب تحریر کیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) البشری العاجلة من تحف آجلة

(۲) عرش الاعزاز والاکرام لاوّل ملوك الاسلام

(۳) زب الاھواء الواھیة فی باب الامیر معاویه

(۴) اعلام الصحابة الموافقین لامیر المعاویة و ام المئومنین

(۵) الاحادیث الراویه لمدح الامیر معاویه

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں خلفاء اربعہ اور امام حسن رضی اللہ عنہم کی صلح کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع ہوا۔ (تاریخ الخلفاء)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہادی اختلافات ان کی صاف دلی پر اثر انداز نہیں ہوتے تھے۔ (شیخ شہاب الدین بحوالہ الاسالیب البدیعہ از علامہ نبہانی)

جبرائیل علیہ السلام کے مشورہ سے نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی کا اعزاز بخشا اس لیے کہ وہ امین ہیں آپ کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی بیوی ہیں اس لحاظ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سالے ہیں تمام مسلمانوں کے ماموں ہیں ان کے والد حضرت ابوسفیان نبی کریم ﷺ کے سسر اور ان کی والدہ ہندہ آپ ﷺ کی ساس ہوئیں۔ بغضِ معاویہ میں ہلکاں رہنے والے ان کے والد، والدہ پر بہتان طرازی کرتے وقت یہ نہیں سوچتے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے سسر اور ساس کی توہین کررہے ہیں حالانکہ حدیث پاک ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس خاندان میں میں نے شادی کی یا جس کسی نے میرے خاندان میں شادی کی ان پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک سو تریسٹھ احادیث مروی ہیں فتح مکہ سے قبل اسلام لائے جنگ حنین، یمامہ، قسطنطنیہ میں شریک ہوئے جس میں شریک ہونے والوں کو نبی کریم ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی آپ کے والد ابوسفیان اور والدہ ہندہ اور دیگر تمام اہلخانہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ کے لیے دعا فرمائی اے اللہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہادی اور مہدی بنا اور عذاب سے بچا۔

ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے ایک ہی سواری پر سوار تھے تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ کو علم اور حلم (نرمی) سے بھر دے۔ امام سیوطی فرماتے ہیں ابوبکر بن عاصم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلم (بردباری و نرمی) پر مستقل ایک کتاب لکھی ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

ایک مرتبہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو چوم رہی تھیں نبی کریم ﷺ نے ام حبیبہ سے پوچھا کیا تو اس سے محبت کرتی ہے انہوں نے عرض کیا کہ میرا بھائی ہے میں اس سے محبت کیوں نہ کروں نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کی دو انگلیاں ملا کر فرمایا میں اور امیر معاویہ رضی اللہ

عنہ ان دو انگلیوں کی طرح جنت کے دروازے پر ملیں گے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سرکار دو عالم ﷺ کے کچھ تبرکات تھے آپ نے بوقت وصال فرمایا مجھے نبی کریم ﷺ کی چادر اور قمیص مبارک سے کفن دینا ور ناخن و بال مبارک میری آنکھوں پر رکھ کر دفن کر دینا۔ (سوانح کربلا و سیرت حلبیہ)

محدث اعظم پاکستان کا نظریہ

اہلسنّت کے نزدیک تمام صحابہ عادل ہیں واقعہ جمل وصفین میں تین جماعتیں ہوگئی تھیں تینوں مستحقِ اجر و ثواب ہیں جو کہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس خطاءِ اجتہادی میں اجرو نیکی کے مستحق نہیں وہ غلطی پر ہے قرآن وحدیث اور عبارات ائمہ وسلف وخلف قدست اسرارھم میں صحابہ کرام کے جو آداب تحریر ہوئے ان آداب کے حقدار سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں ان کے آداب واحترام کو پورے طور پر ملحوظ رکھیں ان کی ذات ستودہ صفات کے خلاف زبان طعن دراز نہ کریں کیونکہ وصف صحابیت کا شرف ان کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے ان کو ہر فعل شنیع اور امر قبیح سے پاک سمجھیں اسلاف میں سے کسی نے ان کی عدالت، کمالات اور صحابیت کا انکار نہیں کیا محدثین نے ان سے روایات لی ہیں۔ (کتاب شان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ از افادات محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمة)

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑنے والوں میں سے ایک مقتول کو کہا کہ یہ مسلمان تھا آج کافر ہو کر مرا پڑا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کل بھی مومن تھا آج بھی مومن ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین میں مارے گئے افراد کے متعلق شرعی حکم پوچھا گیا تو آپ نے بلا جھجک فرمایا وہ سب مومن ہیں۔ (ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ میں قتل ہونے والے (دونوں طرف کے لوگ) جنتی ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کا نظریہ

عقیدہ تاریخ کے تابع نہیں بلکہ تاریخ کو عقیدہ کے تابع رکھنا ہوگا اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ تاریخی روایات ونظریہ جو قرآن وحدیث اور عقیدہ مسلمہ کے خلاف ہو باطل ومردود، سازشی ریسرچ ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ تھے ان کی شان میں کوئی بدگمانی نہیں کی جاسکتی کیونکہ ان کی صحابیت مسلمہ ہے جو بدگمانی سے مانع ہے (مولانا محمد شفیع اوکاڑوی امام پاک اور یزید پلید)۔ جو چیز بھی قرآن وسنت کے خلاف اور نا قابل تاویل ہو وہ جھوٹ اور ضعیف الاعتقاد شاطروں کی آمیزش ہے جو اپنے مکروفریب سے امت کے صاف وشفاف چہرے کو داغدار کررہے ہیں (سید محمد علوی حسنی مالکی مکی)

آج کے گمراہ و بے دین، مریض القلب، منافق شعار روافض کی مخترع ومفروضہ، مردودہ روایات اور بیہودہ حکایات تاریخ کی خرافات سے صحابہ کے اختلافات جیسا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات کے معاملات ہیں کا قرآن وسنت اجماع امت سے مقابلہ چاہتے ہیں حالانکہ ایسی مہملات روایات تو کسی ادنیٰ مسلمان کو گناہ گار ٹھہرانے کے لیے بھی مسموع (سننے کے قابل) نہیں ہوسکتیں چہ جائیکہ محبوبان خدا صحابہ واہل بیت مصطفیٰ ﷺ پر تاریخی روایات کی آڑ میں طعن کیا جائے جن کی مدحت نور سے معمور اور بلندیِ عظمت وشان کے طور ماورائے بیت المعمور کی تفصیل واجمال کا ذکر قرآن وحدیث میں بھرپور ہے کے خلاف ایسی روایات جن کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی لائق اعتبار نہیں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کتب تاریخ میں بہت اکاذیب (جھوٹی) اباطیل (بے سروپا) روایات بھری ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایمان والوں (صحابہ) کی نشانی یہ بیان فرمائی کہ وہ ہر وقت دعا کرتے ہیں:

﴿وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (الحشر: ۵۹/۱۰)

کہ اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو آپس کے کینہ سے بچا بیشک تو ہی

نہایت مہربان رحم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهَارُ﴾

(الاعراف: ۴۳/۷)

ہم نے ان (صحابہ) کے دلوں سے کینہ نکال دیا ہے ان کے لیے جنت

میں نہریں جاری ہوں گی۔

ان آیات کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ صحابہ کرام کے سینے ہر قسم کے عیب

وکینہ سے پاک تھے۔

صحابی کی عیب جوئی پر وعید

حضرت امام مالک فرماتے ہیں جو شخص نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کا عیب بیان کرے اس کا مال غنیمت میں کوئی حصہ نہیں (شفا شریف) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اس کی زبان کاٹ ڈالوں گا تاکہ وہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی کو گالی نہ دے سکے (شفا شریف) امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں قرآن وسنت کے صریح دلائل علمائے مسلمین کے اجماع، عقلاء کی تائید اور محقق منصفین (انصاف کرنے والوں) نے اس بات کا فیصلہ کردیا کہ تمام صحابہ عادل وامین تھے سب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ (ال عمران: ۱۱۰/۳)

(اے صحابہ) تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدہ کے لیے پیدا کیے

گئے ہو۔

دوسری آیت میں فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى

النَّاسِ﴾ (البقرہ: ۱۴۳/۲)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو اعلیٰ درجہ کی امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔

اسی مفہوم کی اور بھی بہت سی آیات ہیں اور نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے:

خیر القرونی قرنی

یعنی بہتر صدی میری ہے۔

جو کچھ صحابہ کے مناقب میں بیان کیا گیا ہے اس کے مقابل موضوع (جھوٹی) کمزور (ضعیف) شبہات کی کوئی حیثیت نہیں اس لیے قرآن وسنت میں جو کچھ ہے سب برحق ہے اور وہ سب کچھ ہم تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے سے پہنچا ہے جو آدمی ان کو بُرا کہتا ہے وہ قرآن وسنت کو باطل قرار دیتا ہے پس ایسے آدمی کو بُرا کہنا اور اس پر ضلالت و زندیقیت (گمراہی) کا حکم لگانا زیادہ مناسب اور صحیح ہے۔ (صواعق محرقہ)

حدیث پاک ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرا صحابی زمین کے جس خطے پر فوت (دفن) ہوا قیامت کے دن وہ اس خطے والوں کی شفاعت کریگا۔ جس کو ان کی شفاعت چاہیے اسے صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں طبع آزمائی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحابہ کے معاملات کا قاضی نہیں بنایا نہ ہی وہ ہمارے فیصلے کے بعد معاذ اللہ ان کو جزا اور سزا دے گا۔

آج چودہ سو سال بعد ان کے اختلافات اُچھالنے سے ہمارے ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ تو یقینی ہے مگر قرآن کے فیصلہ ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ (الحدید: ۵۷/۱۰) (سب صحابہ کے ساتھ اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے) ہرگز تبدیل نہیں ہوگا نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

انا امان لاصحابی (شفا شریف قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ

کہ میں اپنے اصحاب کے لیے امان ہوں۔

دوسری حدیث میں ہے:

"من سب اصحابی فاجلدوہ"

جو میرے اصحاب کو گالی دے اس کو کوڑے مارو۔

ابن شعبان کہتے ہیں جو کسی صحابی کی والدہ کو گالی دے اگرچہ وہ کافرہ ہو ایسے آدمی کو دو حدیں لگائی جائیں۔ (شفا شریف)

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینا اور ان کا عیب نکالنا حرام ہے ایسا کرنے والا ملعون ہے۔(شفا شریف)

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے بارہ واسطوں سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میرے اصحاب کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو ان کو نشانہ ملامت نہ بنانا جو ان کو دوست سمجھے گا وہ میری محبت کی وجہ سے دوست سمجھے گا جو ان کو دشمن سمجھے گا وہ میری دشمنی کی وجہ سے دشمن سمجھے گا جس کسی نے میرے صحابہ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی جس نے اللہ کو تکلیف دی عنقریب اللہ اس کو پکڑے گا۔(شفا شریف)

حضور ﷺ نے فرمایا مرے صحابہ کو گالی نہ دینا جس نے گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اللہ اس کی بندگی اور فرض کو قبول نہیں کریگا۔(شفا شریف)

بیشک آخر زمانہ میں ایک قوم میرے صحابہ کو گالیاں دے گی تم ان کی جنازہ نہ پڑھنا ان کے ساتھ نکاح نہ کرنا ان کے پاس نہ بیٹھنا، بیمار ہوں تو بیمار پرسی نہ کرنا۔امام مالک فرماتے ہیں جس نے حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم یا کسی صحابی کو گالی دی یا گمراہ اور کافر کہا اسے قتل کیا جائے گا۔(شفاء شریف)

ایک سید طالبعلم نے کہا مجھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے نفرت و بدظنی تھی ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کرتے ہوئے میں نے پڑھا کہ حضرت امام مالک جو حد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینے والے پر لگاتے وہی حد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے والے پر لگاتے تو میں مکتوبات شریف کو زمین پر پھینک کر سو گیا خواب میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ غصہ کی

حالت میں آئے مجھے دونوں کانوں سے پکڑ کر فرمایا تو ہماری تحریر پر اعتراض کرتا، زمین پر پھینکتا ہے اور اسے معتبر نہیں سمجھتا آ تجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے چلوں جن کی خاطر تو ان کے بھائیوں کو برا کہتا ہے کچھ دیر کے بعد فرمایا یہ بزرگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں سنو کیا فرماتے ہیں میں نے قریب ہو کے سلام کیا تو آپ نے فرمایا خبردار نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے بارے میں کوئی کدورت دل میں نہ رکھو اور ان کی ملامت زبان پر نہ لاؤ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے بھائی کن نیتوں سے ہمارے ساتھ جھگڑے تھے اور شیخ مجدد کی تحریر سے ہرگز نہ پھرنا اس نصیحت کے باوجود میرے دل سے نفرت نہ گئی حضرت علی رضی اللہ عنہ محسوس فرما کر ناراض ہوئے اور مجدد صاحب کو حکم دیا کہ اسکا دل ابھی صاف نہیں ہوا اس کو ایک تھپڑ رسید کرو چنانچہ حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے میری گردن پر ایک تھپڑ مارا تو میرا دل کدورت سے صاف ہوگیا۔ (کتاب ہمدان کے مشائخ نقشبند صفحہ ۱۶۵، ۱۶۶)

وہ حضرات غور فرمائیں جن کا شجرہ طریقت حضرت مجدد الف ثانی کے اسم گرامی کے بغیر مکمل نہیں ہوتا انصاف والوں کے لیے اس مذکورہ بالا واقعہ میں بڑی عبرت و نصیحت ہے کتاب مذکورہ ہمدان کے مشائخ کے صفحہ ۱۲۳ پر ہے کہ اولیاء وصوفیاء کرام فقط اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور نفرت وعداوت رکھتے ہیں صفحہ ۱۲۴ پر ہے تزکیہ نفس، صفائے قلب اور کمالِ اطاعتِ الٰہی کی وجہ سے اولیاء کرام کا ظاہر و باطن تقویٰ وطہارت سے آراستہ ہوتا ہے جو اعمال وافعال اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں ان سے پرہیز کرتے ہیں عمدہ اخلاق کی وجہ سے رزائل اخلاق سے منزہ و پاک ہوتے ہیں ان کی نظر میں کسی شیٔ کی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی کیونکہ وہ اللہ کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں جس رنگ کے سامنے سب رنگ ماند ہیں (ہمدان کے مشائخ صفحہ ۱۲۴) اور صفحہ ۱۲۷ پر ہے کہ اولیاء کرام کی زندگیاں عاجزی، نرم روی اور تواضع سے مزین ہوتی ہیں۔

قارئین ذرا غور فرمائیں کہ جب خود اطاعت الٰہی کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگنے والے ولی کے تزکیہ نفس، صفائے قلب، حسن اخلاق اور دنیا سے بے رغبتی کا یہ حال ہے تو پھر

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی خاص توجہ سے تربیت پائی اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے چلتے پھرتے قرآن جناب محمد ﷺ کے جلووں کا خود اپنی آنکھوں سے بلاحجاب نظارہ کیا اور ان کے آگے سرنیاز جھکایا آپ ﷺ کے ایک اشارہ ابرو پر تن من دھن سب کچھ بلاتوقف قربان کر کے خود کو اُلوہی و مصطفوی رنگ سے رنگین کر لیا ان کے دلوں میں آلائش دنیوی حسد و کینہ اور وہ بھی آپس میں کیونکر متصور ہو سکتا ہے جبکہ قرآن پاک کی نصوص قطعیہ ان کے متعلق واضح طور پر موجود ہیں:

﴿رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡ﴾

وہ آپس میں مہربان تھے

﴿وَنَزَعۡنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنۡ غِلٍّ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهِمُ الۡاَنۡهٰرُ﴾ (الاعراف: ۷/۴۳)

ہم نے ان (صحابہ) کے دلوں سے کینہ نکال دیا ہے ان کے لیے جنت میں نہریں جاری ہوں گی۔

آفتابِ گولڑہ کا ارشاد

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حصولِ صحبتِ نبوت اور آپ ﷺ کے قلب اقدس کے عکس سے منور ہونے کے باعث حضور و دوام کی نعمت حاصل تھی حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی کو فضائل صحابہ و اہل بیت میں تشدد، تعصب ناگوار رہا خصوصاً کسی کی ایسی فضیلت جس سے کسی دوسرے کی توہین ہو آپ کو سخت ناپسند تھی۔ (مہر منیر)

تمام صحابہ معیار حق ہیں ان پر ایمان لانا ضروری ہے ایک صحابی کا انکار سارے صحابہ کا انکار ہے۔ (کتاب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ از مقبول سرور صاحب)

توحید کی مجسم دلیل مصطفیٰ کریم ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کی رسالت کی مجسم دلیل یاران مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ نفس صحابیت میں تمام صحابہ برابر ہیں۔ تمام اہلسنت اس بات پر متفق ہیں کہ اختلافاتِ صحابہ سے باز رہا جائے اور برائی بیان کرنے سے پرہیز کیا جائے۔ حضرت علی،

حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنھم کے اختلافات ومحاربات کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے اوران کی خوبیاں وفضائل کو ظاہر کیا جائے۔(غنیۃ الطالبین از غوث پاك رضي الله عنه)

حضور ﷺ نے فرمایا معاویہ بن سفیان میرے صاحب اسرار ہیں (تطهير الجنان)

ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کان پر قلم لگائے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے پوچھا یہ قلم کیسا ہے عرض کیا اللہ ورسول کے لئے تیار کیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو اپنے نبی کی طرف سے جزائے خیر دے بخدا میں نے تم سے وحی کے سوا کچھ نہیں لکھوایا اور میں وحی کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔(البدایه والنهایه)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شانِ علی رضی اللہ عنہ بیان کرنے والے شعرا کو ہر شعر پر ہزاروں دینار انعام دیتے تھے۔(نقائص الفنون)

کیونکہ ان کے دل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خلاف کوئی کینہ ونفرت نہیں تھی۔ حضرت قابس بن ربیعہ جو شکل وصورت میں نبی کریم ﷺ سے بہت مشابہت رکھتے تھے ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر استقبال کیا آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور بڑی زرخیز جاگیر عطیہ دی۔(ضیاء النبی جلد ٥)

دشمن علی رضی اللہ عنہ کی سرزنش

جنگ صفین میں قیصرِ روم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امداد کی پیشکش کی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے ملعون! اگر تو باز نہ آیا تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مل کر تجھے تمام شہروں سے نکال دوں گا اور زمین تجھ پر تنگ کر دیں گے۔ (البدایه)

سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے جب میرے صحابہ کے اختلافات کا ذکر کیا جائے تو خاموش رہو خواہ ان سے قتل ہی کیوں نہ سرزد ہو جائے۔(تاريخ الخلفاء)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی اور فقیہ ہیں ان کی جلالت شان کا

اندازہ اس سے لگایئے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنھما نے ان کے دست حق پرست پر بیعت فرما کر حاکم اعلیٰ بنا دیا اس کے بعد بھی جو شخص ان کی خلافت کو نہ مانے وہ حسنین کریمین رضی اللہ عنھما کا کھلا دشمن اور باغی قرار پائے گا۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی دستبرداری کے بعد کوئی خلافت کا دعویدار نہیں تھا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر امت کا اجماع ہوا اس لئے سن ۴۱ ہجری کا نام سالِ جماعت (اتحاد کا سال) رکھا گیا۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت مجدد الف ثانی کا ارشاد

جو شخص بعض صحابہ میں عیب نکالتا ہے وہ سب کی متابعت سے محروم ہے کیونکہ قرآن و حدیث کے احکام شرعیہ جو ہم تک پہنچے ہیں صحابہ کرام کی نقل و روایت اور واسطہ سے پہنچے ہیں جب صحابہ کرام مطعون ہوں گے تو نقل و روایت بھی مطعون تصور ہوگی اور احکام شرعیہ کی نقل و روایت چند صحابہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام صحابہ عدالت و صدق اور تبلیغ دین میں برابر ہیں پس کسی ایک صحابی میں طعن و عیب ماننا دین اسلام میں طعن و عیب تسلیم کرنے کو مستلزم ہے۔ (مکتوبات شریف)

ضابطے کی بات یہ ہے کہ بعض کا انکار کل کا انکار ہے صحبت رسول ﷺ کی فضیلت سب صحابہ میں مشترک ہے جو کہ دیگر فضائل و کمالات سے فائق و بلند ہے کیونکہ ان کا ایمان صحبت و نزول وحی کی برکت سے شہودی ہو چکا ہے ایمان کا یہ رتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے بعد کسی کو بھی نصیب نہیں اور اعمال کا کمال ایمان کے کمال کے مطابق ہوتا ہے۔ (مکتوبات شریف)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل، نجباء و فضلاءِ صحابہ میں سے ہیں (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) باہمی محاربات کی وجہ سے کوئی صحابی بھی عدالت و نیکی سے خارج نہیں ہوا ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن ظن رکھنے اور تمام اوصاف رذیلہ کی نفی کرنے کا حکم دیا گیا صحابہ کو برا کہنا حرام اور بہت بڑی بے حیائی ہے اسے کوڑے مارے جائیں بعض مالکیہ کہتے ہیں اسے قتل کیا جائے۔ (امام نووی شرح مسلم شریف جلد ۲)

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں صحابہ کی تعظیم وتکریم ہم پر واجب ہے ان میں سے کسی کے ساتھ بدعقیدگی رکھنا، طعن کرنا یا برا کہنا سب حرام ہے۔ (العقیدہ الحسنہ)

بروایت متعددہ یہ امر ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی تھے اور نبی ﷺ اسی کو کاتب بناتے جو ذی عدالت اور امانت دار ہو۔ (ازالۃ الخفا)

حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں علم وتقویٰ، زہد وامانت، حلم و صداقت اور شانِ اجتہاد میں عام صحابہ سے بہت ہی بلند وبالا حیثیت کے مالک تھے کتب صحاح وسیر میں دونوں کی فضیلت ومناقب پر الگ الگ باب باندھے گئے ہیں خلفاء ثلاثہ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم افضل ہیں آپ کے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگوں کا تذکرہ ہم سیہ کاروں کو نہیں کرنا چاہیے وہ مجتہد تھے لہٰذا ہر دو حضرات مُصیب ومُثاب ہیں۔ (فتاویٰ یورپ)

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے صحابہ کے جنگ وجدال کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

﴿تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (البقرہ: ۲/۱۴۱)

وہ جماعت گزر چکی ان کے کام ان کے لئے تمہارے کام تمہارے لئے تم سے ان کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا عمل کیا کرتے تھے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں تمام صحابہ عادل اور منصف (انصاف کرنے والے) تھے اگر ان سے کوئی غلطی ہوئی بھی تو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دی وہ خاطی وعاصی نہ رہے بلکہ تائب ومغفور تھے نصوص قرآنی اور متواتر احادیث ان کی عظمت کی گواہ ہیں۔ (النار الحامیہ لمن زم المعاویہ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملوک اسلام تھے مگر خلافت راشدہ کے تابع رہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے ہر صحابی کا تذکرہ نہایت ادب واحترام سے کیا جائے خواہ ان کا

کوئی کام پسندیدہ نہ بھی ہو ان کے اختلافات اجتہادی تھے۔ (النار الحاویہ لمن ذم المعاویہ)

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی ان سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام

کافر شانِ صحابہ پر جلتے ہیں

مسلمانوں پر واجب ہے کہ تمام صحابہ کو عادل، نیک، اللہ کی رضا چاہنے والے، خیر الامم مانیں، اللہ ان سے وہ اللہ سے راضی ہیں اس اُلوہی شہادت وحقیقت میں جو شک کرتا ہے وہ بالا جماع کافر ہے امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قرآن کی آیت ﴿لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ سے ثابت ہوا جسے صحابہ غصہ دلائیں (یعنی جو صحابہ کی شان دیکھ کر جلنے لگے) وہ کافر ہے۔ اس آیت سے روافض کے کفر کا مفہوم اخذ ہوتا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے بھی روافض کے کفر میں آپ سے اتفاق کیا ہے اور آئمہ کی ایک جماعت بھی اس معاملہ میں آپ سے متفق ہے۔ (صواعق محرقہ)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑے۔ مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہت تعریف کرتے اور ان کو فقیہ اور مجتہد کہتے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے شکر رنجی ہوئی تو ایک آدمی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی برائی کی کوشش کی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو چپ رہ ہماری ناراضگی کا اثر دلوں تک نہیں پہنچتا۔ (تطہیر الجنان)

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ دیگر آیات مقدسہ کے ساتھ اس آیت کو نقل کر کے فرماتے ہیں واضح رہے کہ خلفائے راشدین کے علاوہ طلحہ، زبیر، حضرت عائشہ صدیقہ، عمرو بن عاص، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم بھی بلاشبہ ان اکثر آیات کے مفہوم ومصداق میں شامل ہیں صرف سابقین اولین کے ساتھ خاص نہیں۔ (الاسالیب البدیعہ فی فضلاء لصحابہ و اقناع الشیعہ)

علامہ نبہانی علیہ الرحمہ علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں صحابہ کے اختلافات تاویل پر مبنی ہیں ان کے باعث کوئی عدالت سے خارج نہیں کیونکہ وہ مجتہد تھے۔ (الشرف المئوبد)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحابہ ایمان کی کسوٹی ہیں جس کا ایمان ان کی طرح نہیں وہ بے ایمان ہے۔ (نور العرفان)

صحابیت اور فسق جمع نہیں ہو سکتے سارے صحابہ فسق سے مامون ومحفوظ ہیں قرآن نے ان کے عادل متقی، مغفور اور جنتی ہونے کی گواہی دی ہے۔

تاریخ مصنف کی آئینہ دار ہوتی ہے ۹۵ فی صد واقعات غلط اور بکواس ہوتے ہیں مئورخ، محدث اور راوی کی غلطی مان لینا آسان ہے مگر صحابی کا فسق ماننا مشکل ہے کہ اسے فاسق ماننے سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر)

صحابی کا فسق وفجور سے بری اور عدالت سے موصوف ہونا فروعی نہیں اصولی مسئلہ ہے اگر کسی صحابی مثلاً امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق کہیں تو کلھم عدول کا عقیدہ سلامت نہیں رہے گا صحیح یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اہلسنّت کے کسی فرد نے آج تک فسق کا الزام نہیں لگایا۔ (فضائل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ از محمد صدیق نقشبندی)

حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد

کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت وخلافت صحیح وواجب ہوگئی۔ (غنیۃ الطالبین)

بازِ اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی دیکھ اُڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا
حق سے بد ہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے ارے میں خوب سمجھتا ہوں معمّا تیرا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں امید کرتا ہوں میں اور ہمارے وہ بھائی جو ہمارے ساتھ لڑے ان لوگوں کی طرح ہوں گے جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝﴾ (الحجر: ۴۷/۱۵)

اور ہم نے ان کے سینوں سے کینہ کھینچ کر آپس میں بھائی بھائی بنا دیا وہ تختوں پر آمنے سامنے ہونگے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چاروں خلفاء راشدین بارگاہ رسالت ﷺ میں بیٹھے تھے نبی کریم ﷺ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تمھیں علی رضی اللہ عنہ سے محبت ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ (ﷺ)، آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے درمیان چپلقش ہوگی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس کے بعد کیا ہوگا۔ نبی غیب دان ﷺ فرمایا اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور عفو (معافی) انھوں نے عرض کیا ہم قضاء الٰہی پر راضی ہیں اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا قف وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ﴾ (البقرہ:۲/۲۵۳)

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہے کرے۔

(الناهيه عن طعن امير معاويه رضى الله عنه)

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت کی صحت پر اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی صحت پر اجماع ہے۔ (تطهير الجنان)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مؤلفۃ القلوب سے نہیں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رشتہ نسبی لحاظ سے والد اور والدہ دونوں جانب سے پانچویں پشت میں نبی کریم ﷺ سے مل جاتا ہے آپ کے والد، والدہ بھائی فتح مکہ شریف کے وقت ایمان لائے۔ تحقیق یہ ہے کہ خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ شریف سے قبل ۷ ہجری صلح حدیبیہ کے وقت ایمان لائے اور آپ مؤلفۃ القلوب سے نہیں ہیں۔

كان من و مؤلفة القلوب ثم حسن اسلامهٗ (تاريخ الخلفاء)

اگر مؤلفۃ القلوب میں سے تھے بھی تو پھر کیا ہوا؟ ثم حسن اسلامهٗ کی تلوار بے نیام موجود ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق اپنے اعتقاد میں ادنیٰ نقص کا شائبہ رکھنے سے بھی اجتناب کریں اور اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہیں۔ (صواعق محرقه) (تطهير الجنان، مدارج النبوت،

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر)

کیونکہ ان کے مئولفۃ القلوب ہونے پر طنز وطعن نبی کریم ﷺ پر طنز وطعن کرنا ہے اور آپ ﷺ پر طنز کرنے والا اپنے ایمان کے متعلق خود ہی فیصلہ کرلے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین اور فقہیہ فرمایا ہے اور انکی روایات کو لیا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، عمرو بن عاص، وحشی وغیرہ رضی اللہ عنہم یا کسی صحابی کی شان میں تبرا اور بے ادبی کا قائل رافضی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ خطائے اجتہادی تھی جو گناہ نہیں۔ ان کو ظالم، باغی، سرکش یا کوئی بُرا کلمہ کہنا اور صحابہ کے آپس کے واقعات میں لغزشات پر گرفت حرام سخت حرام ہے۔ (قانون شریعت از مولانا شمس الدین صاحب جونپوری)

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ۷ ھجری کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم ﷺ سے ہوا گویا اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ:

﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الممتحنہ: ۶۰/۷)

کہ جن دلوں میں نبی الانبیاء اور ان کے حلقہ بگوشوں کے لیے بغض وعناد کے انگارے دہک رہے تھے۔

انھیں محبت واخوت کے گلہائے رنگین میں بدلنے کا آغاز حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے کر دیا اس آیت میں مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ تمہارے مکہ میں کافرشتہ داروں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ تمہاری مودۃ ومحبت ڈال کر جلد ہی مسلمان بنا دے گا۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ چنانچہ فتح مکہ کو یہ وعدہ الٰہیہ پورا ہوا سارے اہل مکہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ابوسفیان، والدہ ہندہ دیگر تمام اہل خانہ اسلام لے آئے اب ذرا آیہ کریمہ ﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى﴾ (شوریٰ: ۴۲/۲۳) اور دوسری آیت ﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الممتحنه: ۷/۶۰) دونوں آیتوں کے مفہوم کو سامنے رکھ کر غور فرمائیں کہ ایک آیت میں مودۃ چاہنے کا ذکر ہے دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کے مودۃ ڈالنے کا بیان ہے جس سے یہ بات بالکل واضح نص کی دلالت سے ثابت ہوگئی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین بھائی اور دیگر اہل خانہ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور بانیء اسلام حضور ﷺ کی صرف محبت ہی نہیں بلکہ مودۃ بھی ڈالی تھی لہذا چند یزیدی خبیثوں کی وجہ سے پورے قبیلہ بنوامیہ پر طعن وتنقیص سے آیات واحادیث پر طعن وشک لازم آتا ہے جو کہ کفر ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی لغزش معاف

حضرت حذیفہ سے روایت ہے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ سے ضرور لغزش ہوگی اللہ تعالیٰ انکی لغزش کو ان کے سابقہ اعمال جو میرے ساتھ کیے ہیں کے سبب بخش دے گا۔ (خصائص کبریٰ)

ابن سعد اور ابن عساکر مسلم بن خلد سے روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتاب کا علم، شہروں پر قدرت عطا فرما اور عذاب سے محفوظ رکھ چنانچہ حضور ﷺ کی یہ پیشن گوئی پوری ہوئی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اکتالیس سال منظم حکومت کی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے معاویہ جو تیری فضیلت میں شک کرے گا جب قیامت کو اٹھے گا تو اس کے گلے میں آگ کا طوق ہوگا۔ (ابن عساکر)

ابن عساکر عروہ بن اویم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی اکرم ﷺ سے کہا مجھ سے کشتی کیجیئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں اور اسے کشتی میں بچھاڑ دیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی مغلوب نہ ہوں گے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر جنگ صفین میں میری توجہ اس حدیث کی طرف ہوتی تو میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کرتا۔ (خصائص کبریٰ)

عبداللہ بن احمد نے الزوائد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ بنوامیہ پر لعنت نہ کرو کیونکہ ان میں ایک امیر ایسا ہے جو مرد صالح ہوگا یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (خصائص کبریٰ)

بخاری و مسلم میں حضرت انس اور عمیر بن اسود سے ام حرام کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو بحری جنگ کرے گا ان کے لئے جنت واجب ہوگی۔ (خصائص کبریٰ)

یہ بحری جنگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں لڑی گئی جس میں شریک تمام افراد حدیث کی رو سے جنتی ہیں تو سپہ سالار (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) بدرجہ اولیٰ جنتی ہوئے قارئین انصاف فرمائیں کہ اب جو آدمی تاریخی حوالوں اور من گھڑت روایتوں سے ان پر جرح و تنقید کر کے توہین و تنقیص کا دروازہ کھولے اور مسلمانوں میں اضطراب و فساد برپا کرے اس کا قرآن و احادیث پر کتنا ایمان و اعتبار ہے۔

شیخ محقق موالانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں روایات و آثار میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے قلوب طاہرہ کو باقی تمام لوگوں کے دلوں سے صاف تر اور لائق تر بنایا اور نبی کریم ﷺ کی محبت و رفاقت کے لیے چن لیا۔ صحابہ کا نقص و عیب معاذ اللہ نبی کریم ﷺ کی ذات میں نقص و عیب کا موجب بنے گا اور صحابہ میں نفاق لازم آئے گا حالانکہ سورہ توبہ کے نزول کے بعد منافقین و مخلصین کا امتیاز، تعین بھی ہوگیا تھا لہٰذا کسی صحابی کے بارے میں نقص و عیب کا گمان نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کے صحابہ امت میں سب سے افضل تھے ان میں سب سے بڑھ کر نیک دلی پائی جاتی تھی ان کا علم سب سے گہرا تھا یہ سب سے کم تکلف و تصنع اختیار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے محبوب ﷺ کی صحبت و رفاقت اور خدمت دین کے لئے چن لیا ان کے فضل و کمال کو پہچانو ان کے آثار، طریقوں کی پیروی کرو حتیٰ الوسع ان کے اخلاق و سیرت اور روش اختیار کرو، پکی بات ہے کہ یہ لوگ ہدایت مستقیم پر قائم تھے۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث سے اندازہ کریں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم واطاعت کے کس قدر قائل تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہ بزرگ اور بلند شان صحابی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کے لئے ہر اس چیز پر راضی ہوں جس پر عبداللہ بن مسعود راضی ہے۔ (مستدرك الحاكم)

صحابہ سارے عادل ہیں کوئی فاسق نہیں جس تاریخی واقعہ اور روایت سے ان کا فاسق ہونا ثابت ہو وہ مردود ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی، کاتب وحی، مجتہد اور نبی کریم ﷺ کے سالے ہیں، جنگ صفین میں ان سے خطاءِ اجتہادی ہوئی جو کوئی آپ پر طعن کرے وہ قرآن وحدیث کا منکر ہے۔ (رشدالایمان از علامہ عبدالرشید قادری)

جو کسی صحابی پر طعن کرے وہ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ (احکام شریعت از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں اور آپ ﷺ کے رشتہ دار، کاتب وحی، عالم ومجتہد، حلم وسخاوت والے ہیں امام بخاری، امام مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی، تمام محدثین نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایات کو قبول کیا محدثین کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مستند راوی ہیں اور ان پر کوئی جرح نہیں امام عسقلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مناقب وفضائل کا مجموعہ ہیں۔ ثواب کے مستحق ہیں عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ جن کے تقوی وامانت پر تمام امت متفق ہے فرماتے ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی باگ کا غبار عمر بن عبدالعزیز سے ہزار گنا اچھا ہے کیوں نہ ہو کہ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا .... الخ﴾

قسم ہے ان (صحابہ) کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی۔

حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بہت سے مواقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے فضائل وبشارات کی آیات واحادیث

میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی داخل ہیں (وقار الفتاویٰ) جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے والد حضرت سفیان والدہ حضرت ہندہ اسی طرح عمرو بن عاص مغیرہ بن شعبہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنھم وغیرہ کسی کی شان میں تبرہ کرے یا قائل ہو رافضی ہے توبہ کرے ورنہ سنی نہیں اس سے تعلقات منقطع کریں۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

تمام صحابہ کی تعظیم فرض ہے سب عدول ہیں ان کے مشاجرات کا ایسا بیان حرام ہے جس میں سوئے ظن کا قوی خوف ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی رسول ہیں والدین سے قبل اسلام لائے نسب، صحبت و مصاہرت (سسرالی) کا شرف نبی کریم ﷺ سے حاصل ہے ان امور کی وجہ سے جنت میں نبی کریم ﷺ کی رفاقت بھی لازم ہے ان کی شان بہت اونچی ہے ان کو کافر کہنے والا خود کافر و جہنمی ہے جو میرے صحابہ مہاجرین و انصار اور میرے سسرالی رشتہ کو گالی دے اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اللہ اس کا نہ نفل نہ فرض قبول فرماتا ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر جو طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے آپ پر طعن حرام اشد حرام ہے وہ مجتہد تھے اور مجتہد کو خطا پر بھی ایک اجر ملتا ہے۔ (فتاویٰ بریلی)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول کا تب وحی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے ان کی لڑائیوں پر تبصرہ اور تنقید مناسب نہیں ہمیں حکم و منصف بننے کی کیا ضرورت ہے بہر حال طعن سے بچا جائے یہی اہلسنت کا مسلک ہے۔

(دین مصطفی از محمود احمد رضوی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان خلافت کا کوئی جھگڑا نہیں تھا ان کی جنگیں اجتہاد پر مبنی تھیں۔ (امام ابن ھمام حنفیہ مسایرہ، بحوالہ اسالیب البدیعہ علامہ نبھانی)

امام غزالی فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان خلافت اور امامت پر اختلافات نہ تھے معاملہ قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اس بات کو سلجھانے کے لئے تشریف لائیں مگر معاملہ ہاتھ سے نکل گیا اور ایسا ہو جاتا ہے کہ نتائج ارادہ کے مطابق نہیں نکلتے سب (صحابہ) کے بارے میں نیک گمان رکھنا اور بدگمانی سے بچنا چاہئے اہلسنّت تو تمام صحابہ کی عدالت و پاکیزہ نفسی کا عقیدہ رکھتے ہیں تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ مبینہ (یعنی تاریخ میں بیان کئے گئے) واقعات سچ، جھوٹ کا ملغوبہ ہیں زیادہ تر رافضیوں (شیعہ) خارجیوں، بکواسیوں کی من گھڑت اور بے بنیاد روایات پر مبنی ہیں شرعی ضابطہ یہ ہے کہ کسی عام مسلمان کی غلطی پر حسن ظن رکھتے ہوئے اسے طعن و ملامت نہ کرنا ہی زیادہ اچھا سمجھا گیا ہے تو پھر ان خاص قدسی صفات نفوس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کسی غلطی کو حسن ظن رکھتے ہوئے نظر انداز کر دینا تو بدرجہ اولیٰ اچھا ہوگا۔

(احیاء العلوم ملخصا الاسالیب البدیعہ)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کو ان (صحابہ) کے خون سے بچایا ہے تو اب ہمیں اپنی زبانوں کو بھی صحابہ پر طعن کرنے سے بچانا چاہئے۔(فضائل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور مخالفین کا محاسبہ)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اہلسنّت کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان صحابہ کی مانند ہیں جنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا یہ صحابہ مجتہد تھے اور مجتہد کو فعل اجتہاد میں خطا پر بھی ثواب ملتا ہے گناہ نہیں ہوتا خروج کرنے والے (صحابہ) کی نیتیں صحیح اور صاف تھیں ان کا قصد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قصاص کا تھا تاکہ فاسق و فاجر لوگ نیک حکمرانوں کے خلاف کسی اقدام کی جرات نہ کرسکیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (ھود: ۱۱/۱۱۴)

کہ بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

اور حدیث پاک ہے کہ بدی ہو جائے تو فوراً نیکی کرو نیکی بدی کو مٹا دیتی ہے پھر جب (امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے بعد) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مستقل ۲۰ سال حکمرانی

کی، جہادی کاموں میں مشغول رہے، بہت سے علاقے فتح کر کے دارِ کفر سے دارالاسلام بنائے لاکھوں لوگ مسلمان ہوئے پھر قیامت تک ان مسلمانوں کی نسلوں میں مسلمان رہینگے جن کی نیکیوں کا ثواب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برابر ملتا رہے گا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاف فرمادیں گے۔ ایک روایت بصحت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ روز قیامت حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور میں اس آیت ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ..... الخ﴾ (یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے کینہ نکال دیا ہے) کا مصداق ہوں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اوپر قیاس کرنا کیسا

علامہ نبہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اے تاریخ کے مطالعہ سے طیش میں آنے والو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پاک ذات کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہو کہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاف نہیں کریں گے یہ تمہاری بھول ہے اگر زمین بھر کے لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرح ہوں تب بھی انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنے بحرِ عفو و درگزر سے نوازنا ایک معمولی بات ہے۔ آپ کی وسعت شانِ کریم سے یہ بات بعید ہے کہ دشمن سے انتقام لینے کے لیے مقام رفیع سے نیچے آئیں جب کہ مخالف ہم پایہ بھی نہ ہو۔ اللہ کی قسم میرا عقیدہ ہے کہ جہاں بھر کے لوگ اگر آپ سے برا سلوک کریں تو آپ انھیں معاف فرمادیں گے کیونکہ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَ اَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی﴾ (البقرہ: ۲/۲۳۷)

اگر وہ معاف کردیں تو تقوٰی کے زیادہ قریب ہے۔

معافی تقوٰی کے اور تقوٰی اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے نزدیک بہت پسندیدہ اور باعث قرب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ (الحجرات: ۴۹/۱۳)

بے شک سب سے زیادہ تقوٰی والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے۔ (الاسالیب البدیعہ)

اعلیٰ حضرت امام بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

تمام صحابہ کی تعظیم فرض ہے ہم اہلسنّت ان (صحابہ) کے مشاجرات (اختلافات) حنفی، شافعی جیسے سمجھتے ہیں اور ان میں دخل اندازی حرام جانتے ہیں ہمارے نزدیک کسی ادنیٰ (چھوٹے) صحابی پر طعن جائز نہیں ہم بحمد اللہ تعالیٰ اہل بیت کے غلامانِ خانہ زاد ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہماری کوئی رشتہ داری نہیں کہ ان کی بے جا حمایت کریں مگر جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی بشارت کے مطابق صلح کر کے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دے دی کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اجلہ صحابہ سے ہیں اگر العیاذ باللہ وہ کافر، فاسق، فاجر، ظالم، جابر یا غاصب تھے تو پھر الزام امام حسن رضی اللہ عنہ پر آئے گا حاشا اللہ بلکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی اس صلح کو حضور ﷺ نے اپنی پیشن گوئی میں بیان فرمایا تھا اور ان کی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا تھا جیسے کہ بخاری شریف میں اس کی تفصیل موجود ہے، ابنِ عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب سے لغزش ہوگی جسے اللہ تعالیٰ معاف فرمادیگا میرے ساتھ سابقہ تعلق کے سبب۔ علامہ خفاجی شرح شفا میں فرماتے ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ (سیرت مصطفی جانِ رحمت)

تمام صحابہ سرکار دو عالم ﷺ کے محبوب ہیں اور محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے۔ تو جو شخص نبی کریم ﷺ سے محبت کا دعوٰی کرتا ہے مگر صحابہ سے خصوصا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نشانہ اعتراض بناتا اور بغض وعداوت رکھتا ہے تو وہ جھوٹا ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والد اور والدہ دونوں کی طرف سے پانچویں پشت میں نبی کریم ﷺ سے جاملتا ہے یعنی اہل قرابت سے ہیں۔ حضور ﷺ کے حقیقی سالے ہیں اس لحاظ سے تمام مومنوں کے ماموں ہیں صلح حدیبیہ کے دن سن ۶ ھجری کو اسلام لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگیں اور اختلافات تاویل پر مبنی ہیں وہ مجتہد تھے اس لئے عدالت سے خارج نہیں ہوئے لہٰذا قرآن مجید میں ساری فضیلتیں جو صحابہ کرام کی بیان ہوئی ہیں وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

لئے بھی ثابت ہیں امام بخاری اور امام مسلم جیسی محتاط ہستیاں بھی ان سے روایت لیتی ہیں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان کو خلافت سپرد کی اور ان کے تحفے ہدیے قبول فرمائے قسم ہے وحدہ لاشریک کی اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باطل پرست ہوتے تو امام حسن رضی اللہ عنہ سر کٹا دیتے مگر ان کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیتے۔ (مولانا جلال الدین امجدی)

شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ نے جن ہستیوں کو اپنا ہمراز اور وزیر و مشیر منتخب کیے رکھا ان کی طرف نفاق و کفر کی نسبت اور ان کے صدق و صفا پر اعتراض براہ راست مہبط وحی ﷺ پر اعتراض ہے جو کہ آپ ﷺ کی کھلی گستاخی ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے معاونین حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھم کی صرف غلط فہمی اور خطاءِ اجتہادی کی وجہ سے اختلاف و نزاع کی نوبت یہاں تک پہنچی حضرات انبیاء علیھم السلام عظیم ترین افراد ہیں مگر دیکھیے کہ سگے بھائی حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیھما السلام میں نزاع نے کیا صورت اختیار کر لی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم تو انبیاء علیھم السلام کے مرتبہ کو پہنچ ہی نہیں سکتے لہٰذا اس قسم کے افعال کا صدور بعید از قیاس نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ تو (امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کی) اس تفویض سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فی نفسہٖ فضیلت اور اہلیت و استحقاق مسلم ہے البتہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ پر فضیلت لازم نہیں آتی نہ ہی ہم اس کے قائل ہیں۔

(تحفہ حسینیہ از شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی)

رشتہ داریاں

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس نے میرے خاندان میں شادی کی یا میں نے جس خاندان میں شادی کی۔ (الخصائص الکبریٰ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن نبی کریم ﷺ کی بیوی تھیں اور حضرت امیر معاویہ کی حقیقی بھانجی لیلہ بنت مرہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اور امام علی اکبر کی

والدہ ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ہم زلف بھی تھے آپ ﷺ کی بیوی ام المومنین حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کی ایک بہن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پوتی نفیسہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے سے ہوا۔

اب بتاؤ کس کو گالی دوگے اور کس کو برا کہو گے سسروں کو یا دامادوں کو۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سامنے بٹھا کر فرمایا تم دونوں لڑو گے مگر تم دونوں جنتی ہو۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگیں ہوئیں اس کے باوجود امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ یہ کیسے محبّ اہل بیت ہیں کہ ادھر دامادوں کو اور ادھر سسرالیوں کو گالیاں دے رہے ہیں محبّ تو محبوب کی گلی کے کتے کے بھی پاؤں چومتا ہے۔

(یارانِ مصطفی ﷺ از مفتی غلام حسن قادری حزب الاحناف لاہور)

پائے سگِ بوسید مجنوں خلق گفتہ ایں چہ بود — گفت گاہے گاہے ایں درِ کوئے لیلیٰ رفتہ بود

صدرالشریعہ کا نظریہ

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اہل خیر وصلاح، عادل ان کا ذکر خیر (بھلائی) کے ساتھ کرنا فرض ہے کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت (بے ادبی کرنا) بدمذہبی، گمراہی، استحقاقِ جہنم ہے ایسا شخص رافضی (شیعہ) ہے اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے حضرت امیر معاویہ ان کے والد ماجد حضرت سفیان، والدہ ماجدہ حضرت ہندہ، حضرت عمرو بن عاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت موسیٰ اشعری، حضرت وحشی رضی اللہ عنہم، ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی اور تبرا کا قائل رافضی (شیعہ) ہے۔

کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے باہم جو واقعات (جھگڑے) ہوئے ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے بالقصد اور بالاختیار خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

سپرد کر کے بیعت فرمائی اس صلح کی نبی کریم ﷺ نے پسندیدگی سے بشارت دی تھی اب صحابہ کے (اس صلح ورجوع کے بعد) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بلکہ حضور ﷺ بلکہ اللہ تعالیٰ پر طعن کرتا ہے۔ (اور باغی کہنا) کہ ان حضرات پر بوجہ رجوع اس (یعنی باغی کا) اطلاق نہیں ہوسکتا کہ اب باغی بمعنی مفسد، معاند، سرکش ہوگیا اور دشنام (گالی) سمجھا جاتا ہے اس لیئے کسی صحابی پر اس کا اطلاق جائز نہیں سورہ حدید آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ نے سب کے ساتھ بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تم (اے صحابہ) کرو گے۔

جب اللہ تعالیٰ صحابہ کے تمام اعمال جان کر جنت، بے عذاب وکرامت وثواب کا وعدہ فرما چکا تو کسی دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن یا گرفت کرے جو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے خلاف ہے مسلمانوں کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم ﷺ کے جانثار اور سچے غلام ہیں۔ (بہار شریعت مصدقہ اعلیٰ حضرت بریلوی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے برادر نسبتی (سالے) تھے اس نسبت سے وہ حضور ﷺ کے سسرالی خاندان کے فرد ٹھہرے جس طرح نبی کریم ﷺ کے اہل بیت سے محبت کا ہونا ضروری ہے ایسے ہی حضور ﷺ سے سسرالی رشتوں سے بھی محبت لازم ہے بریں بنا ان سے محبت رکھنا دین ہے اور بُغض حرام، اسلام سے قبل کے واقعات کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا کہ اسلام پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہندہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر معذرت کی اور بھنا ہوا گوشت پیش کیا مدارج نبوت میں ہے دو بکریاں پیش کیں حضور ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی اور عرض کی میں سچے دل سے ایمان لائی ہوں حضور ﷺ نے خوش آمدید کہا اور دعائے مغفرت فرمائی حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جیسے اسلام سے پہلے آپ سے زیادہ کوئی مبغوض نہیں تھا اب آپ ﷺ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ابھی میری محبت میں اور زیادتی ہوگی حضرت امیر معاویہ کے والد ابوسفیان کو حضرت عباس بروز فتح مکہ نبی کریم ﷺ

کی بارگاہ میں لے کر آئے انھوں نے معذرت کی اور اسلام قبول کیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابو سفیان پر کچھ عنایت فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا جو ابو سفیان کے گھر پناہ لے اُس کے لیے بھی امان ہے (جلوہ جاناں ﷺ از سید منظور شاہ شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ) مولانا محمد صدیق ضیاء لکھتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا تحکیم (یعنی ثالثی کمیٹی بنانے) سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ کفر و اسلام اور حق و باطل یا بُغض و عناد کے باعث نہیں ہوئی تھی جب کہ خارجیوں نے کہا کہ تحکیم خدا کے دین میں درست نہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحکیم کے جواز، اثبات پر قرآن کریم کی آیت ﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا﴾ (النساء: ۳۵/۴) سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا پس امت محمد ﷺ ایک مرد اور ایک عورت کے خون اور حرمت سے بہت بڑی ہے تم مجھ سے اس کو ناپسند کرتے ہو کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ (ازالۃ الخفا)

اور امت کے دشمن خارجیوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ صلح و تحکیم پسند نہ آئی، اسے شرک کہا، اسلیئے انھوں نے خروج کیا، جیسا کہ آج بھی کچھ فسادیوں کو حضرت علی و امام حسن رضی اللہ عنہما کی یہ تحکیم و صلح قبول نہیں اور موقعہ پا کر وہی ابن سبا یہودی کے گھسے پٹے سوالات و خرافات کو بار بار اچھال کر معاشرے میں انتشار و افتراق پیدا کرتے ہیں جن کے مسکت جوابات ہمارے اسلاف صدیوں پہلے اپنی کتب میں رقم فرما چکے ہیں۔

صریح ناانصافی

اے دشمنان معاویہ تم کو بھی یہ صلح پسند نہیں آپ خارجیوں کی پیروی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہی کریں گے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لڑنے والے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اکیلے ہی نہیں بلکہ ان سے بلند مرتبہ عشرہ مبشرہ میں شامل کئی بزرگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑ کر شہید ہو چکے تھے تو کیا کوئی ان سب کو بھی باطل پر ہونے کا طعن کر سکتا ہے؟ امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں حضرت امیر معاویہ کی تخصیص ایک صریح ناانصافی ہے کیونکہ وہ اس

بات میں اکیلے نہیں بڑے بڑے صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہ ان کے موافق ہیں۔ (تطهير الجنان)

مناسب یہی ہے کہ خارجیوں کی پیروی کی بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ بلکہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیروی کریں جنہوں نے مصالحت کرلی اور خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

حدیث پاک کے مطابق مسلمانوں پر خلفاءِ راشدین کی سنت کی پیروی واجب ولازم ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین" (مشکوٰة شریف بروایت احمد ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجه)

کہ تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو۔

پس جو مسلمان ہے اس پر حضرت علی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کی پیروی لازم ہے۔ کوئی نام نہاد مفکر اسلام ہو کسی جماعت کا کوئی امیر ہو یا سنیوں کا کوئی عالم یا پیر اسے سیدنا علی اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما کی پیروی سے چارہ نہیں (فضائل امیر معاویه رضی الله عنه اور مخالفین کا محاسبه)

خارجیت سے بچنے اور اہلسنت کی متابعت پر کاربند ہونے کے لئے یہ از حد ضروری ہے شعر:

اندھیری شب ہے جدا اپنے قافلے سے ہے تو تیرے لئے ہے میرا شعلہء نوا قندیل

صحابہ کا شرفِ صحابیت یقینی ہے اور ان کے خلاف جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ظنی ہے اور ظن یقین کے معارض و مقابل نہیں ہوسکتا۔ (تکمیل الایمان)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آپ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے مخالف طعن و ملامت کے لائق نہیں ۔۔۔ وہ اہل اسلام کا جم غفیر ہے ان کی تکفیر یا تشنیع کوئی آسان کام نہیں اگر وہ مطعون ہوں تو نصف دین سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ (مکتوبات شریف)

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی محبت و غلامی کا دعویٰ کرنے والو! یہ بھی کوئی محبت ہے؟ یہ محبت

نہیں بلکہ مخالفت ہے۔ اگر کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صلح میں صریح مخالفت کو بھی محبت اور غلامی سمجھتا ہے تو یہ فلسفہِ محبت ہماری سمجھ سے بالاتر ہے:

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کون سی بستی کے یارب رہنے والے ہیں

حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں مجتہدوں کا اختلاف جائز اور ہر مجتہد اجر کا مستحق ہے یہ خطا جو لڑائی کا باعث بنی اہل سنت کے نزدیک اجتہادی خطا تھی۔ بہر حال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف لڑنے والوں کی خطاءِ اجتہادی نے بھی انہیں ثواب ہی کا حقدار ٹھہرایا ہے گناہ کا نہیں۔ اگر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ کے صحابہ کا مقصود رضائے الٰہی کا حصول مانا جائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے صحابہ کا مقصود رضائے الٰہی کا حصول نہ مانا جائے یا کسی فریق کو بُغض وعناد اور نفرت وکینہ کا مرتکب قرار دیا جائے تو قرآنی آیات ﴿یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا﴾ (الفتح: ۲۹/۴۸) یعنی سب صحابہ اللہ کے فضل اور اسکی رضا کے طلب گار ہیں ﴿رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ﴾ یعنی صحابہ آپس میں مہربان ہیں، ﴿وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ الخ﴾ (الاعراف: ۴۳/۷) اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ کے دلوں سے کینہ نکال کر آپس میں بھائی بھائی بنا دیا ان جیسی دیگر کئی آیات کا انکار لازم آتا ہے جس سے ایمان برباد ہو جاتا ہے۔ (فضائل امیر معاویہ از محمد صدیق ضیا صاحب)

مفتی فضیل رضا عطاری کا فتویٰ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تحقیر کرنے، شان کو ہلکا سمجھنے اور یہ کہنے والا کہ مولویوں کو معاویہ رضی اللہ عنہ کی بڑی فکر ہے گویا انکا کلمہ پڑھتے ہیں ایسا شخص بد باطن، خبیث قلب، گمراہ اور جہنم کا حقدار ہے کیونکہ تمام صحابہ کرام علیھم الرضوان عادل ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ جب بھی ان کا ذکر کریں تو خیر سے ہی کریں کسی بھی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت یا بدمذہبی گمراہی ہے اور جہنم میں جانے کا سبب ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جانثار صحابی، تمام مومنین کے ماموں، کاتب وحی اور ایک سو تریسٹھ احادیث کے راوی ہیں، کسی کو ان کے

بارے میں کلام کرنے کا کوئی حق نہیں ان کی مذمت کرنے والے پر لعنت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(مفتی فضیل رضا قادری عطاری دارالافتاء اہلسنت مسجد کنزالایمان بابری چوک کراچی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابی، کاتب وحی تھے۔ جو ان کی صحابیت کا منکر ہو اور بُغض عداوت رکھنے والا ہو وہ گمراہ، رافضی، شرّ الاشرار ہے۔(فتوی جامعہ نظامیہ لاہور)

حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کرنے کے بعد بالاتفاق خلیفہ برحق قرار پائے اس کے بعد جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہ مانے وہ خارق اجماع مسلمین ہے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا مخالف اور دشمن ہے بلکہ درحقیقت اس میں شائبہ رفض ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر ہو یا ان کی شان میں گستاخ ہو وہ بھی گمراہ، ضال اور رافضی ہے۔(فتاوٰی اجملیہ)

امام بخاری نے بخاری شریف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بھی باب باندھا ہے اور ان کو صحابی و مجتہد ثابت کیا ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں متعدد مرفوع صحیح حدیثیں وارد ہیں۔ (نزھۃ القاری شرح بخاری)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود بتایا کہ میں عمرۃ القضاء سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا۔ وہ کاتب وحی تھے حضور ﷺ نے انھیں دعائیں دی ہیں ایک سو تریسٹھ (۱۶۳) احادیث حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جن میں سے ۸ آٹھ بخاری شریف میں ہیں اور پانچ ۵ مسلم شریف میں ہیں ان سے اجلہ صحابہ مثلاً ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنھما نے حدیثیں لی ہیں، سجستان، سوڈان، قوہستان کی فتوحات ان کے دور میں ہوئیں۔ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ انھی کے عہد میں ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ اختلافات کی وجہ سے کچھ لوگ ان پر طعن کرتے ہیں لیکن کسی صحابی پر طعن کرنا جائز نہیں۔ قرآن مجید میں نص صریح ہے کہ اللہ عزوجل تمام صحابہ سے راضی ہے ان سب سے جنّت کا وعدہ فرمالیا ان سب پر کلمہ تقویٰ لازم فرمادیا ﴿كَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا﴾ یعنی (صحابہ) اس (کلمہ تقوی) کے مستحق واہل

تھے خواہ قبل یا بعد فتح کے ہوں سب سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمالیا ہے یہ قرآن مجید کے نصوصِ قطعیہ ہیں اور جن واقعات پر طعن کیا جاتا ہے۔ وہ سب خبرِ واحد اور اکثر ضعاف و مجروح ہیں ظاہر ہے کہ قرآن مجید کے مقابلے میں اخبارِ آحاد وہ بھی کتبِ تواریخ وہ بھی ضعاف کہ جن کی کوئی حیثیت نہیں اس لئے ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ قرآن مجید کے ارشادات پر ایمان رکھیں اور تواریخ کی لغو و مہمل روایات کو سنیں بھی نہیں۔ (نزھۃ القاری شرح بخاری)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی غزوہ طائف میں آنکھ نکل گئی۔ نبی کریم ﷺ کو خبر ملی تو ان کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا کہ ڈھیلا ہاتھ میں لئے ہیں فرمایا یہ آنکھ راہِ خدا میں گئی ہے اگر کہو تو دعا کردوں آنکھ ٹھیک ہو جائے یا اس کے عوض جنت ملے عرض کیا جنت اختیار کرتا ہوں دوسری آنکھ جنگ یرموک میں راہِ خدا میں قربان ہوگئی۔ اس کے بعد مدینہ شریف میں رہائش اختیار کرلی۔ مدینہ شریف میں ہی وفات پائی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی جنت البقیع میں دفن نصیب ہوا۔ (نزھۃ القاری شرح بخاری)

فتح مکہ اور اس کے بعد حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دیکر ایمان لانے والے سب لوگوں کے مومن ہونے کی قرآن نے گواہی دی لہٰذا ابوسفیان، ہندہ، امیر معاویہ، وحشی رضی اللہ عنہم بحکمِ قرآن مومن ہیں، ان کے ایمان اور دینِ اسلام میں داخل ہونے کی خبر تو قرآن پاک نے دی ان کے ایمان سے نکل جانے کی کوئی آیت نہیں ہے اگر یہ لوگ آئندہ مرتد ہو جانے والے ہوتے تو ان کے ایمان لانے پر حضور ﷺ کو شکر کا حکم نہ دیا جاتا (مرأۃ شرح مشکوۃ جلد ۶) یعنی ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ﴾ کہ محبوب اپنے رب کی تسبیح وحمد کرو اور ان (صحابہ) کی بخشش چاہو۔ (النصر، پ ۳۰)

اب ہم ایک ایسا حوالہ پیش کررہے ہیں جن کو ہمارے حریف صاحب نے اپنے خطاب میں عصرِ حاضر کا چوٹی کا مورّخ تسلیم کیا ہے یعنی پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری۔

پیر صاحب لکھتے ہیں اللہ ان صحابہ سے راضی ہوگیا وہ اللہ سے راضی ہوگئے اس کے بعد کسی مومن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ان میں سے کسی پر زبانِ طعن دراز کرے اسے چاہئے کہ

ان حضرات کے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کردے جو دلوں کے رازوں کو جاننے والا ہے اور اپنے بندوں کی نیتوں پر پوری طرح آگاہ ہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ ان میں جو جنگ وقتال ہوئے ہیں ان کی وجہ بدنیتی نہیں بلکہ اجتہاد ہے۔ (ضیاء النبی)

پیر صاحب شہ سرخی سے لکھتے ہیں حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا:

''اے اللہ انہیں کتاب کا علم عطا فرما ان کو ملک میں تمکین عطا فرما اور اس کو عذاب سے بچا اے اللہ انکو ہادی اور مہدی بنادے'' آخر میں پیر صاحب لکھتے ہیں حضور ﷺ نے ان کے حق میں جو دعائیں کیں وہ قبول ہوئیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کا والی بنایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بحال رکھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام کے گورنر رہے۔ جب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہونے کا اعلان کیا تو اس وقت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ساری مملکت اسلامیہ کے بالاتفاق خلیفہ قرار پائے۔ اور تمام لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔ (ضیاء النبی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ابوسفیان کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ کا نکاح جب ۷ ہجری کو نبی کریم ﷺ سے ہوا تو اس کے بعد ابوسفیان اسلام کے خلاف کسی کاروائی کی قیادت کرتا نظر نہیں آتا۔ (ضیاء النبی)

بلکہ ایک موقع پر ابوسفیان نے نبی کریم ﷺ کے حکم پر ایک کام کیا تو نبی کریم ﷺ نے ابوسفیان کے لئے دعا فرمائی اے اللہ ابوسفیان کے اس فعل کو فراموش نہ کرنا۔ (ضیاء النبی)

شانِ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

﴿قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ﴾ (آل عمران: ۷۳)

محبوب فرمادو کہ بیشک فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے۔

حضرت امام ابن حجر علیہ الرحمۃ نے (صواعق محرقہ) میں ساری امت پر افضلیت صدیق اکبر کی تصریح کا مستقل باب باندھ کر لکھتے ہیں اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ جس امر پر علماءِ امت اور عظمائے ملت کا اتفاق ہو چکا ہے وہ یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس امت کے افضل ترین آدمی ہیں۔ ان کی تقدیم کے اجماع کی روایت کرنے والی اکابر آئمہ کی وہ جماعت ہے جس میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ بھی شامل ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ اس اجماع کا مستند کیا ہے تو میں (ابن حجر) کا جواب یہ ہے کہ اجماع ہر شخص پر حجت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ضلالت پر اجماع کرنے سے محفوظ رکھا ہے۔ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں اکثر فقہا، متکلمین اور مناظرین کہتے ہیں کہ جو ایسے صحیح اجماع کا منکر ہے جسکی شروط جامع اور عام طور پر متفق علیہ ہیں وہ کافر ہے۔ کچھ (اسلاف) نے اجماع کے مخالف کی تکفیر پر اجماع بیان کیا اور اس پر دلیل قرآن کی یہ آیت پیش کی ہے:

﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝﴾ (النساء: ۴/۱۱۵)

جو مسلمانوں کی راہ سے ہٹ کر چلے ہم اسے ادھر ہی پھیر دینگے اور جہنم میں ڈالیں گے جو بُرا ٹھکانا ہے۔

اس آیت سے واضح ہو گیا کہ جو مومنین کی راہ سے ہٹ جائے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ امام ابن حجر صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں معتبر حضرات کا اتفاق ہے کہ اجماع حجتِ قطعی ہے تمام دلائل پر مقدم کیا جائے گا کوئی دلیل اس کا معارضہ نہ کر سکے گی اور اس کے مخالف کی تکفیر، تضلیل اور تبدیع کی جائے گی۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان (خلفاء) کا مقام (فضیلت) خلافت کی ترتیب کے لحاظ سے ہی ہے۔۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت قطعیت سے ثابت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں ابوبکر و عمر افضل الامۃ ہیں جو

مجھے ان پر فضیلت دے میں اس پر مفتری کی حد لگاؤں گا، نہ مجھے ان کی فضیلت کا انکار ہے نہ اپنی برتری کا خیال، ہم ابو بکر سے کسی نیکی میں آگے نہیں ہیں۔

ہر زمانہ میں اجماع رہا

ابن حجر فرماتے ہیں ہمارا ہر زمانے میں نبی کریم ﷺ کے زمانے تک اس پر اجماع رہا ہے۔۔ اگر کوئی دل سے دینی محبت کے باعث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا ہے تو یہ جائز نہیں۔ (صواعق محرقہ)

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ قرآنی آیات اور (۱۱۴) ایک سو چودہ احادیث نبویہ اپنی کتاب صواعق محرقہ میں درج فرمائی ہیں جن میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ان اعلیٰ درجہ کے کمالات، شان و رفعت اور فضائل و افضال کا بیان ہے جس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منفرد ہیں۔ طوالت کے خوف سے ذیل میں چند پیش کی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ (الحجرات:۱۳)

بیشک اللہ کے نزدیک مکرم و معظم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰى﴾ (اللیل: ۹۲/۱۷)

امام رازی فرماتے ہیں کہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں الاتقی سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور لفظ الاتقی تفضیل کا صیغہ ہے جو کہ خصوصیت (مبالغہ) کا متقاضی ہے دونوں آیات سے نتیجہ یہ نکلا کہ عند اللہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بقیہ امت سے افضل ہیں۔ (صواعق محرقہ)

﴿وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ﴾ (النور: ۲۴/۲۲)

بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس آیت کے الفاظ الفضل

منکم سے آپ کی فضیلت واضح وصریح طور پر ثابت ہوتی ہے۔ (صواعق محرقہ)

﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖ﴾ (الزمر: ۳۹/۳۳) میں صدق بہ سے مراد ابن عساکر اور بزاز فرماتے ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور دوسری آیت ﴿اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ﴾ (النسآء: ۶۹/۴) میں نبیوں کے بعد صدیقین افضل ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا صدیق ہونا قرآن وسنت سے ثابت ہے، بلکہ امام حجر امام نووی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امت نے بالاجماع آپ کا نام صدیق رکھا ہے لہٰذا انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت صرف اکثریت واجماع سے ہی نہیں بلکہ قرآن وحدیث کی بالکل واضح ان نصوص کی دلالت سے بھی ثابت ہے۔

علامہ نبہانی علیہ الرحمہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی طرح مجھے بھی اپنا خلیل بنایا اور میرے خلیل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں'' (خلفاء ثلٰثہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت قطعی ویقینی ہے)۔ (جواھر البحار)

امام ترمذی اور امام حاکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر ہم سے بہتر ہمارے سردار اور ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب ہیں۔ (صواعق محرقہ)

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابوداؤد کی روایات موجود ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خلفاءِ ثلٰثہ کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے۔ (بخاری شریف، جلد ۱، ص ۵۱۸)

بخاری، ترمذی اور ابوداؤد کی باتغیر روایت میں ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی زندگی میں خلفاءِ ثلاثہ کو افضل کہا کرتے تھے۔ ابن عساکر سلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اچھے خصائل تین سو ساٹھ (۳۶۰) ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کو کسی کی بھلائی مطلوب ہوتی ہے تو ان میں سے کوئی ایک خصلت اس میں رکھ دیتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) ان میں سے کوئی

مجھ میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ سب خصلتیں تم میں موجود ہیں۔ ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، میری تمام امت پر ابوبکر سے محبت رکھنا اور شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔ ابن ابی داؤد نے جعفر سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ جبرائیل کی آواز کو سن لیا کرتے تھے۔ حاکم نے ابن مسیّب سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام امور میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا کرتے وہ ثانی فی الاسلام، ثانی فی الغار، بدر میں ثانی فی العریش اور اب قیامت تک ثانی فی القبر ہیں رسول اکرم ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر کسی کو مقدم نہیں کرتے تھے۔ آپ پہلے شخص ہیں جن کو خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول کہا گیا آپ کے سوا یہ القابات کسی کے ساتھ نہ بولے گئے۔ (صواعق محرقہ)

ترمذی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ابوبکر کی موجودگی میں کسی کو امامت نہیں کرانی چاہیئے۔

بیہقی شریف میں ہے کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا اہل زمین کے ایمان سے وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان بھاری ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کاش میں ابوبکر کے سینے کا بال ہوتا۔ طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں اشعار سنائیں انہوں نے وہ اشعار سنائے تو سرکار دو عالم ﷺ اس قدر مسکرائے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں مبارک نظر آنے لگیں۔ ان اشعار میں سے ایک شعر کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے کہ ابوبکر رسول اللہ ﷺ کا محبوب ہے تحقیق لوگوں کو معلوم ہے کہ مخلوق میں ان کا کوئی ہم پلہ نہیں۔ (صواعق محرقہ)

امام ابن حجر صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس قدر مناقب، کرامات اور خصوصیات وفضائل ہیں کہ ان میں سے ایک (وصف) کی نظیر بھی صحابہ کرام میں نہیں پائی جاتی آپ کے فضائل حد وشمار میں نہیں آسکتے۔

اہل اللہ اہل بیت سے بہتر ہیں

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علی، فاطمہ، حسن، حسین، رضی اللہ عنھم میرے اہل بیت ہیں اور ابوبکر و عمر اہل اللہ ہیں اور اہل اللہ میرے اہل بیت سے بہتر ہیں۔ (صواعق محرقہ)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی شخص کو ابوبکر پر فضیلت نہ دے وہ دنیا و آخرت میں تم سب سے افضل ہیں۔ (صواعق محرقہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کے بعد ابوبکر نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ ہوتی کیونکہ صحابہ کی مخالفت کے باوجود آپ نے مرتدین و مانعین زکوٰۃ سے قتال کیا اسلام کو فتنہ سے بچایا جس طرح آپ نے حق خلافت ادا کیا کسی اور سے ممکن نہ تھا یہ ایک قطعی معلوم بات ہے جس کا انکار کوئی معاند، مکابر، جاہل اور غبی ہی کرسکتا ہے۔ (صواعق محرقہ)

بعد از انبیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا اہلسنت کے نزدیک مسلم ہے شرح عقائد نسفی تاریخ الخلفاء میں موجود ہے کہ انبیا کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں اس پر اہل سنت کا اجماع ہے قاضی ابوالحسین احمد بن محمد زبیری "معالی الفرش الی عوالی العرش" میں فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے رفیق اور یار تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلامِ میثاقی، فطری کے بعد اسلامِ توحیدی و اخصی میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں دارقطنی اور محب طبری حضرت امام حسن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کچھ باتوں میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھ سے بڑھ گئے جو مجھے نہ ملیں سب سے پہلے اسلام ظاہر کرنے، ہجرت کرنے، نماز قائم کرنے میں۔ (فتاوی فیض الرسول)

تمام صحابہ کا اجماع ہے کہ انبیا و مرسلین کے بعد تمام انسانوں سے افضل صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دینے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، گناہ اور واجب الاعادہ ہے خلافت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (فتاوی امجدیہ)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بڑے خصوصی فضائل ہیں۔ بخاری و مسلم شریف میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال اور رفاقت کا مجھ پر بہت احسان ہے۔ ایک موقع پر نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر قیامت کے دن خدا سب پر عموماً تجلی فرمائے گا مگر تیرے ساتھ ایک خاص تجلی ہوگی ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو بھی راز میرے سینے میں ڈالا ہے میں نے وہ ابوبکر صدیق کے سینے میں ڈال دیا ہے۔ (مراۃ العرفان)

مورخین نے لکھا ہے کہ سب اجلہ صحابہ نے بخوشی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ (اوراق غم)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا بذریعہ وحی تھا۔ آپ تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے اور ہجوم مصائب و شدائد کو محبتِ رسول ﷺ میں کبھی بھی حائل نہیں ہونے دیا۔ (الخصائص الکبریٰ)

تفضیلِ شیخین اہلسنت کا متفق علیہ عقیدہ ہے اور اصحابِ فتح مکہ اور بعد فتح مکہ کے درجات میں فرق ہے مگر سب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ حسنیٰ فرمایا اور ساتھ تنبیہ بھی کر دی کہ ان سے کسی عمل کا صادر ہونا مانع وعدہ الٰہیہ نہیں یعنی کسی غلطی کی وجہ سے آیت کریمہ میں مذکور وعدہ حسنیٰ سے وہ محروم نہیں ہونگے۔ (فتاویٰ امجدیہ)

آفتاب گولڑہ کا نظریہ

حضرت اعلیٰ گولڑوی سید پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز میں امام بنا کر تصریحِ قولی کو عملی رنگ میں پیش فرمایا پھر امت پر کمالِ شفقت و رحمت کی وجہ سے احتیاطاً تحریری سند سے پختہ کرنا اور لکھ دینا چاہا

مگر اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ خود بحسبِ وعدہ حقہ اس امر کی تکمیل فرما دے گا اور بحیثیت مجموعی کل مہاجرین وانصار کے قلوب میں حقانیت خلافتِ صدیقیہ ڈال دے گا اور سب کا اس پر اجماع ہو جائے گا ارادہ تحریر ملتوی فرمایا (مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اور مومنین کو ابوبکر کے سوا کوئی منظور نہیں)۔(تصفیه ما بین سنی و شیعه)

جس کا انفاق (اللہ کی راہ میں خرچ کرنا) قتال (جہاد کرنا) مقدم ہوگا وہ سب سے افضل ہوگا اور شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کا انفاق وقتال احادیثِ صحیحہ سے مقدم ثابت ہے لہٰذا ان کا۔ افضل ہونا ضروری سمجھا گیا ہے۔ مصداق نصوص۔ اور اوصافِ کلیہ سے مصادیقِ شخصیہ کا پتہ لگانے والے خود باب مدینۃ العلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی تھے۔(تصفیه مابین سنی و شیعه)

خلافت صدیقی پر کچھ اختلافات کے بعد سب لوگ متفق الرائے ہو گئے۔۔ اختلاف کی وجہ یہ تھی کہ ہر فریق چاہتا تھا کہ میں خادمِ اسلام بنوں ریاست، شیخیت یا طمع انسانی کا خیال ان مقدس لوگوں کے وہم وگمان میں بھی نہیں آیا تھا یہ کہنا کہ وہ حق غصب کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے قابلِ صد ملامت ہے۔(تصفیه ما بین السنی و الشیعه)

ان کے کام محض للّٰہی اور شائبہِ نفسانیت سے مبرا ومنزہ ہوتے تھے جن کا مزکّی اور برّی کنندہ خود علام الغیوب ہو کیا وہ اس درجہ کے متعصب، ظالم اور ہوا پرست ہو سکتے ہیں ہرگز ہرگز ہرگز نہیں۔ (تصفیه مابین سنی و شیعه)

ابوبکر بن عیاش نے ابو حفص سے سنا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں۔ (تصفیه مابین سنی و شیعه)

ترتیب خلافت راشدہ بحسب ایفائے وعدہ الٰہیہ وقوع میں آئی وہی حق ہے کیونکہ خود حق سبحانہ تعالیٰ منتظم کار رہے اس حقانیت پر ابتداء وانتہاء اور فی مابین کے واقعات شاہد و عادل ہیں۔ (تصفیه مابین سنی و شیعه)

بہت سے ایسے کام ہیں جو فی ذاتہ صحیح بلکہ منجملہ اسباب کمالِ ایمان کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں مگر بوجہ غلو اور حد سے بڑھ جانے کے بد طینت و فاسد الرائے انسان انہی امورِ صحیحہ سے نتائجِ فاسدہ استنباط کر لیتے ہیں۔۔۔ بدیں خیال کہ رتبہ اہل بیت اور صحابہ سے تقدم پر نص کیوں نہیں وارد ہوئی یہ سب اصلِ صحیح حبِ اہلِ بیت میں غلو کے نتائجِ فاسدہ ہیں۔

(تصفیہ مابین سنی و شیعہ)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ہیں قرآن کی رو سے نبیوں کے بعد صدیقوں کا درجہ ہے۔ (دین مصطفیٰ از سید محمود احمد رضوی)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں صحابہ کے اختلافات و تنازعات پر بحث سے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے منع کیا ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے کوئی اختلاف نہ تھا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح ثابت ہے (غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی (الاسالیب البدیعہ، علامہ نبہانی)

امام ابن ہمام فرماتے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے افضل ہیں کیونکہ سب کا اس سنت پر اتفاق ہے کہ نماز کی امامت کے لئے سب سے افضل کو مقدم کیا جائے فضیلت کے قرائن صرف صحابہ پر ہی ظاہر ہوئے اور ہم تک سمعی دلائل کے ذریعے ان کی صراحت پہنچی ہے۔ (مسایرہ الاسالیب البدیعہ)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خلفاء راشدین کی ترتیبِ فضیلت ترتیبِ خلافت کے مطابق ہے فضیلت کی پہچان وحی پر موقوف ہے وحی سے آگاہی بلا واسطہ سماعت (یعنی سننے) پر تو ظاہر ہے کہ صحابہ سے بڑھ کر رسول کریم ﷺ کی کیفیات سے آگاہ کوئی نہیں بس یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقدامیت و افضلیت پر اجماع کیا اگر صحابہ وحی کی روشنی میں معیار افضلیت نہ سمجھتے ہوتے تو یہ ترتیب قائم نہ کرتے کیونکہ وہ حق کے معاملہ میں نہ کسی کا لحاظ کرتے نہ کسی کی ملامت سے

ڈرتے تھے۔ (احیاء العلوم)

افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر آیات قرآنی

کسی آدمی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی پسند سے کسی کو افضل سمجھے فضیلت دینا صرف اللہ و رسول ﷺ کا حق ہے ﴿قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ﴾ (آل عمران: ۷۳/۳) قرآن پاک کی تین آیتیں ایسی ہیں جن سے وضاحت ملتی ہے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں بلکہ افضل الخلق بعد الانبیا ہیں نمبرا: ﴿وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ (الزمر: ۳۳/۳۹) نمبر۲: ﴿ثَانِىَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ﴾ (التوبہ: ۴۰/۹) نمبر۳: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ.... الخ﴾ (الفتح: ۲۹/۴۸) ترتیب فضیلت خلافت کے لحاظ سے ہے افضلیت اولی میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں اجماع صحابہ سے بھی حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کا ہی افضل ہونا ثابت ہے (بخاری، ابوداود، مشکوۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہی ہے کہ ہم (صحابہ) کا یہ عقیدہ تھا کہ امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل حضرات ابوبکر وعمر پھر عثمان رضی اللہ عنہم ہیں یہ ہمارا عقیدہ نبی کریم ﷺ کو معلوم تھا۔ آپ ﷺ ہمارے اس عقیدہ پر راضی تھے ورنہ ہمیں منع فرمادیتے کسی صحابی کا عقیدہ تفضیلیہ شیعہ کی طرح نہ تھا۔

فتح الباری شرح بخاری جلد سوم میں ہے:

ثبت با لاحادیث الکثیرہ المشھورۃ ان افضل الصحابۃ ابو بکر و النبی ﷺ فی حیا تہ المبارکۃ

یعنی بہت سی مشہور حدیثوں سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل سمجھتے تھے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تمام صحابہ پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت اجماعِ صحابہ واجماعِ تابعین سے مسلّم ہے فقہ کے چاروں آئمہ اوران کے مقلدین افضلیت

شیخین کو تسلیم کرتے ہیں جو مقلد ہو کر تفضیلی شیعہ بنے وہ مقلد نہیں وہ بہروپیہ، دھوکے باز اور جھوٹا ہے اور قرآن مجید ، احادیث پاک اجماع صحابہ، اجماع امت ، فقہا، علماء، اور آئمہ اہل بیت بلکہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ہے ان (شیعہ) نے افضلیت علی رضی اللہ عنہ کے بہانے چوراسی ہزار مسلمانوں کو شہید کیا۔ (ملخصا فتاویٰ نعیمیہ جلد چھارم)

اعلیٰ حضرت بریلوی نے تفضیلیہ کے رد میں درج ذیل چار کتب تصنیف فرمائیں:

(۱) الجرح الوالج فی بطن الخوارج

(۲) الصمصام الحیدری علیٰ حمق العیار المفتری

(۳) الرائحة العنبرية عن الجمرة الحيدرية

(۴) لمعة الشمعه لهدیٰ شيعةِ الشنعةِ

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اہل سنت کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے صحابہ واہل بیت سے محبت ان کی ذات ونفس کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ رسول کریم ﷺ سے تعلق ورشتہ کے سبب سے ہے جس نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے محبت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہ کی تو معلوم ہو گیا کہ وہ ابوقحافہ کے بیٹے سے محبت کرتا ہے نبی اکرم ﷺ کا ساتھی، حبیب اور خلیفہ ہونے کے سبب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کرتا اور جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہ کی وہ ابوطالب کے بیٹے سے محبت کرتا ہے حضور ﷺ کے بھائی، ولی اور نائب ہونے کے سبب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کرتا۔

چھڑی گر گئی

حضرت میمون بن مہران فقہائے تابعین سے ہیں ان سے کسی نے پوچھا ابوبکر وعمر افضل ہیں یا حضرت علی تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے رگیں پھڑکنے لگیں چھڑی ہاتھ سے گر گئی کہنے لگے مجھے گمان بھی نہ تھا کہ میں اس زمانہ تک زندہ رہوں گا جب لوگ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر کسی کو فضیلت دیں گے۔ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو فرمایا

نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے اہل سنت کی پہچان کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تو حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو سرکار دو عالم ﷺ کے بعد سب سے افضل جانے۔

اقوالِ اجماع

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فضیلتِ حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر صحابہ و تابعین کا اجماع نقل کیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیخین کی فضیلت قطعی یا قطعی جیسی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تمام اہل سنت کا عقیدہ اجماعیہ ہے کہ حضرت صدیقِ اکبر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہیں آپ کی امامت و خلافت کا منکر کافر ہے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ حضرت سید میر عبدالواحد حسینی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں اہل حق کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام علیہم اسلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل حضرت سیدنا صدیق اکبر ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماء امت کا یہی عقیدہ ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ سورۃ والیل حضرت ابو بکر صدیق کی اور والضحیٰ نبی کریم ﷺ کی سورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان کوئی سورۃ نہیں رکھی تا کہ معلوم ہو کہ نبی مکرم ﷺ اور ابو بکر کے درمیان کوئی شخص واسطہ نہیں جیسے رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات میں کوئی واسطہ (حائل) نہیں یعنی نبی کریم ﷺ کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلا فصل افضل ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سورۃ والیل کا نام والیل اور اس سورۃ کا والضحیٰ سے پہلے ہونے میں اشارہ اس طرف ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر طعن کی برأت بدرجہ اولیٰ نبی کریم ﷺ کی برأت کا حکم کرتی ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہونے والی اس سورہ کا نام لیل اس لیے رکھا کہ لیل کہتے ہیں رات کو اور رات ہوتی ہے سکون کے لیے لہٰذا اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ صدیق اکبر کی ذات گرامی نبی کریم ﷺ کی راحت، انس و سکون،

اطمینانِ نفس کا باعث ہے اور محرمِ راز اور آپ ﷺ کے خاص معاملات سے وابستہ رہنے والے تھے اور سورۃ والضحیٰ کو سورۃ واللیل سے اس لئے مؤخر کیا کہ والضحیٰ میں حضور ﷺ پر طعن کا جواب ہے اور آپ ﷺ کی براءت سے ادنیٰ کی بھی براءت کا ہو جانا ضروری ولازم نہیں آتا، وہ آپ کی خصوصیت ہو سکتی ہے اور اس سورۃ کا نام والضحیٰ ہونا اس طرف اشارہ ہے کہ رحمتِ عالم ﷺ کی ذات چڑھے دن کی طرح حضرت صدیق اکبر کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت وفضل کا ذریعہ اور طلبِ رضا کا وسیلہ ہے۔ (سیرت مصطفی جانِ رحمت)

علمائے اہل سنت وجماعت کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے بہتر ہیں علاوہ اس کے کہ وہ نبی نہیں ایک حدیث پاک میں ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا سوائے نبی کے کوئی شخص ایسا نہیں جس پر سورج طلوع وغروب ہوا ہو اور وہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو یعنی دنیا میں نبی کے بعد ان سے افضل کوئی پیدا ہی نہیں ہوا ابوداؤد شریف کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، اے ابوبکر سن لو میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہو گے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر صدیق سے محبت کرنا اور ان کا شکر ادا کرنا میری پوری امت پر واجب ہے۔ (فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی خطبات

اہل سنت وجماعت کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل وبرتر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے حضرت مجدد الف ثانی شیخ فاروق احمد سرہندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں صداقت ونبوت ہم خانہ ہیں فرق صرف فضیلت وعدم فضیلت کا ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں، ابوبکر اور عمر ایک ہی مٹی سے بنائے گئے ہیں، ہم اسی ایک ہی مٹی میں دفن ہونگے زمانہ قیامت تک اس فرمانِ نبی ﷺ کا نظارہ کرتا رہے گا۔

(یارانِ مصطفی ﷺ مفتی غلام حسن صاحب حزب الاحناف

بعد از انبیاء ومرسلین علیھم السلام تمام مخلوقاتِ الٰہیہ، انس وجن، ملک (فرشتوں) سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق اعظم پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنھم ہیں جو شخص مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے گمراہ وبدمذہب ہے ان کی خلافت بر ترتیب فضیلت ہے یعنی جو عند اللہ افضل واعلیٰ واکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا اور افضل کا یہ معنیٰ نہیں کہ جسے ملک داری یا ملک گیری میں زیادہ سلیقہ ہو جیسا کہ آج کل سنی بننے والے تفضیلیئے کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت مصدقہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اس پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم عادل نیک خواہ ہیں اگرچہ باہمی جنگوں میں مبتلا ہوئے اگر ان کی روایت مشکوک ہو تو شریعت اسلامی صرف سرکارِ دوعالم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ تک منحصر رہے گی اور قیامت تک کے تمام زمانوں پر محیط نہیں رہے گی صحابہ میں افضل علی الاطلاق حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں اس پر اہل سنت کا اجماع ہے۔ (شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی)

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بخاری شریف میں نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل ہونے پر باب باندھ کر سولہ (۱۶) احادیث بیان کیں ہیں جن میں سے ایک حضرت عثمان سے روایت ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا سب سے زیادہ آپ ﷺ کو کون پیارا ہے فرمایا عائشہ میں نے عرض کیا مردوں میں آپ ﷺ نے فرمایا اس کا باپ (ابوبکر) میں نے پوچھا پھر کون فرمایا عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جو امام بخاری نے بخاری شریف میں بیان کی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ابوبکر میرے بھائی اور دوست ہیں جو حضرات کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سوا کسی کو بھائی کہنے کا اعزاز نہیں بخشا وہ بخاری شریف کی اس حدیث کو ذرا تعصب کی عینک اتار کر ملاحظہ کریں ممکن ہے اللہ تعالیٰ رافضیت کی نحوست سے نجات ورجوع نصیب فرمادے۔

مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ نزھۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں اہلسنت کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہل سنت و جماعت نصرھم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ ورسل وانبیاء بشر صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیھم کے بعد حضرات خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم تمام مخلوقِ الٰہی سے افضل ہیں۔ پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنھم اس مذہب مہذب پر آیات قرآن عظیم واحادیث کثیرہ حضور پرنور نبی کریم ﷺ کے ارشاداتِ جلیلہ واضحہ امیر المؤمنین مولیٰ علی مرتضیٰ ودیگر ائمہ اہلِ بیتِ اطہار و ارتضاء واجماع صحابہ کرام وتابعین عظام وتصریحاتِ اولیاء امت وعلماءِ ملت رضی اللہ عنھم اجمعین سے وہ دلائل باہرہ وحجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمت ورضوان وبرکت امیر المؤمنین اسد حیدر، حق گو، حق داں، حق پرور کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاکبر پر کہ اس جناب نے مسئلہِ تفضیل کو بغایت مفصّل فرمایا اپنی کرسیِ خلافت وعرش زمامت پر برسرِ منبر مسجد جامع ومشاہد مجامع وجلواتِ عامہ وخلواتِ خاصہ میں بطریقِ عدیدہ، تامہ مدیدہ، سپید وصاف، ظاہر وواشگاف، محکم ومفسّر، بے احتمالِ دگر، حضرات شیخین کریمین وزیرین جلیلین (ابوبکر وعمر) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی ذات پاک اور تمام امت مرحومہ سید لولاک ﷺ سے افضل وبہتر ہونا ایسے روشن وابین طور پر ارشاد کیا جس میں کسی طرح کا شائبہ و شک وتردّد نہ رہا مخالف مسئلہ کو مفتری بتایا اسّی کوڑے کا مستحق ٹھہرایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان اقوال کریمہ کے راویین اسّی سے زیادہ صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ہیں۔ (سیرت مصطفی جانِ رحمت ﷺ)

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اہل سنت کی علامات (نشانیاں) کیا

ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

تفضیل الشیخین و حبّ الختنین و المسح علیٰ الخفین (نزھۃ القاری شرح بخاری)

شیخین یعنی ابوبکر و عمر کو افضل ماننا ختنین یعنی داماد عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا، خفین یعنی موزوں پر مسح کرنا۔

نوٹ: طاغوت برانڈ، اوچھے خیال، ماڈرن تفضیلیوں نے ایک نئی بکواس یہ نکالی ہے کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ صرف سیاسی خلیفہ تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ روحانی خلیفہ تھے اور روحانی خلیفہ سیاسی خلیفہ سے افضل ہے طوالت سے بچنے کے لیے ہم اس کے جو اب میں صرف حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آفتابِ گولڑہ کا ایک ارشاد پیش کرتے ہیں جس میں ایسی تخریبی سوچ کا واضح الفاظ میں رد کیا گیا۔

حضرت گولڑی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نیابتِ نبوی کا مستحق وہی شخص ہوسکتا ہے جس کا جوہرِ نفس انبیاء کے جوہرِ نفس کے قریب ہو بس اسے صورتِ خلافت (یعنی ریاستِ عامہ) اور معنیِ خلافت (یعنی قربِ انبیاء) دونوں (یعنی سیاسی و روحانی) کا جامع ہونا چاہیے جیسا کہ خلفاءِ اربعہ علیہم الرضوان تھے۔ (فتاویٰ مہریہ)

مسئلہ علیہ السلام

ا۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''سلام'' انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تنہا دوسروں پر استعمال نہیں کیا جائے گا پس حضرت علی علیہ السلام نہیں کہا جائے گا اور اس پر اجماع ہے۔ انبیاء کے علاوہ کسی اور بزرگ جیسے امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ علیہ السلام نہ کہا جائے کیونکہ علیہ السلام نبیوں کے لئے ہے۔ (افضل الصلوات علیٰ سید السادات)

۲۔ مستقل طور پر کسی غیر نبی پر صلوٰۃ یا سلام منع ہے۔ (شانِ حبیب الرحمٰن)

۳۔ غیرِ انبیاء پر سلام نہ بھیجا جائے البتہ بر سبیلِ خطاب زندہ و فوت شدہ کے لئے مضائقہ نہیں۔ (الخصائص الکبریٰ)

۴۔ علماء کے ایک گروہ جماعت نے غیر نبی پر سلام مکروہ قرار دیا ہے۔

(القول البدیع از علامہ سخاوی)

سلام بھی صلوٰۃ کے معنیٰ میں ہے غیر نبی پر بالاستقلال نہ پڑھا جائے (جواھر البحار)

۵۔ علیہ السلام انبیاء و ملائکہ کے ساتھ خاص ہے ان کے سوا دوسروں کے نام پر استعمال نہ کیا جائے۔ (بہارِ شریعت)

۶۔ ہمارے نبی کے نام کے ساتھ (ﷺ) اور دیگر انبیاء کے ناموں کے ساتھ علیھم السلام کے الفاظ واجب ہیں اس میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ (شفاء شریف)

انبیاء کے ساتھ سلام یا صلوٰۃ کی تخصیص ضروری ہے دوسرے اماموں کے ساتھ بخشش ورضوان کا ذکر کیا جائے۔ (شفاء شریف)

۷۔ محققین اہل سنت کے نزدیک غیر انبیاء پر صلوٰۃ اور سلام استقلالاً جائز نہیں عرفِ سلف میں یہ شعار (نشانی) انبیاء کی ہے جو ان کے ساتھ مخصوص ولازم ہے۔ (النبراس)

متاخرین اہل سنت میں (غیر نبی پر علیہ السلام) کا ترک متعارف ہو چکا ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد دوم)

۸۔ سلام صلوٰۃ کے معنیٰ میں ہے لہٰذا ابو بکر، عمر، علی علیھم السلام نہ کہا جائے ہاں بر سبیلِ خطاب زندہ وفوت کو السلام علیکم کہہ سکتے ہیں۔ (امام نووی شرح مسلم)

۹۔ علامہ ابنِ عابدین نے شامی میں علامہ اسمٰعیل حقی نے روح البیان میں، ملا علی قاری نے مرقات میں علامہ آلوسی نے روح المعانی میں بحوالہ التبیان، قاضی ثناء اللہ نے تفسیر مظہری میں علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں، ابنِ کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں علامہ عبدالغنی نابلسی نے حدیقۃ الندیہ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمھم اللہ تعالٰی وغیرہ جیسے جلیل القدر حضرات نے غیرِ نبی پر استقلالاً صلوٰۃ یا سلام سے منع کیا ہے بعض نے شعارِ روافض اور مکروہ قرار دیا ہے۔

عدم جواز کے قائلین پر حرامی حرامی کا بہتان باندھنے والوں نے یہ نہیں سوچا کہ اس کی

زد میں کتنی کتنی عظیم القدر ہستیاں آئیں گی۔ العیاذ باللہ۔

۱۰۔ ''علیہ السلام'' کے الفاظ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہیں صحابہ، اہل بیت یا آئمہ کے اسمائے طیبہ کے ساتھ رضی اللہ عنہ یا رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ الفاظ ذکر کیے جائیں غیر نبی و ملائکہ کے سوا علیہ السلام کہنا منع ہے یہ رافضیوں (شیعہ) کا طریقہ ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ)

صحابہ و اہلِ بیت کو رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں جو عظیم شرف اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے قرآن پاک کی دوسری آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے اس انعام و شرف کو عظیم ترین فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ (التوبہ: ۹/۷۲)

کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہی سب سے بڑا (اعزاز) ہے۔

اہل بیت کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام لکھنے یا بولنے پر شدت و ضد کرنے والے آیت کریمہ کے لفظ اکبر پر ذرا خوب غور سے نظرِ انصاف فرما کر بتائیں کہ صحابہ و اہلِ بیت کے ناموں کے ساتھ تمھارے منتخب و تجویز کیے ہوئے الفاظ زیادہ موزوں مناسب ہیں یا اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ و فرمودہ الفاظ زیادہ افضل و اعلیٰ ہیں۔ پھر کیا جواز و عدمِ جواز کے لحاظ سے یہ مسئلہ اس شرعی نوعیت کا حامل ہے کہ اس پر مناظرہ کے جھوٹے چیلنج اور جدال و فساد کے طوفان کھڑے کیے جائیں۔

۱۱۔ غیر نبی پر صلوٰۃ اور سلام جمہور کے مذہب کے مطابق استقلالاً و ابتداءً جائز نہیں اتباعاً جائز ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

لفظ ''علیہ السلام'' کسی صحابی یا اہلبیت کے لئے استعمال کرنا درست نہیں، مفتی احمد یار خان صاحب نے 'شان حبیب الرحمٰن' میں عالمگیری کے حوالے سے فرمایا ہے کہ مستقلاً غیر نبی پر درود یا سلام بھیجنا بصیغہ غیب منع ہے قرآن و سنت کے علاوہ عام رواج میں بھی بعض الفاظ مخصوص ہو جاتے ہیں جو ہر ایک کے لئے مستعمل نہیں ہو سکتے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

العرف یخص بعض الکلمات ببعض الحالات والتجاوز عنه

یعد سوء الادب کما لا یقال نبینا عزوجل وان کان قطعا عزیزا

''یعنی عرف عام بعض الفاظ کو بعض حالات میں اس طرح خاص کر دیتا ہے کہ اس کو چھوڑنا بے ادبی شمار ہوتا ہے جیسا کہ یہ کہنا ہمارے نبی عزوجل اگرچہ آپ ﷺ عزت وجلال والے ہیں'' (فتاوٰی نعیمیہ)

''رحمۃ اللہ علیہ'' کے الفاظ صحابہ کرام کے ناموں کے ساتھ مسموع ومعمول (مشہور) نہیں ہیں صلوٰۃ وسلام انبیاء کرام کی تبعیت میں امت کے افراد پر نام بنام اجمالاً وتفصیلاً دونوں طرح جائز ہے۔ (فتاوٰی خلیلیہ جلد اول)

نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء علیھم السلام کے ساتھ ''صلوٰۃ وسلام'' کی تخصیص واجب ہے اس میں کسی اور کو ان کے ساتھ شریک نہ کیا جائے۔ آئمہ وعلماء وغیرہ کو غفران ورضوان سے ذکر کیا جائے صدر اول میں یہ روش رائج ومعروف نہ تھی، اس کو اہل بدعت (شیعہ) نے بعد میں ایجاد کیا وہ اپنے اماموں کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ومساوی قرار دیتے ہیں ان کے طریقے سے اجتناب واحتراز واجب ہے اور آل وازواج، ذریت کا ذکر بروجہ تبعیت و اضافت ہے۔ سلام صلوٰۃ کے معنی میں ہے تنہا غیر نبی پر مستعمل نہ ہوگا۔ یہ مسئلہ اجماعی ہے یہ طریقہ آداب نبوت کی رعایت میں اسلم واقرب ہے اور صحیح یہ ہے کہ غیر نبی پر صلوٰۃ وسلام مکروہ تنزیہی اہل بدعت (شیعہ) کا شعار ہے کہ وہ اہل بیت پر اصالۃً صلوٰۃ وسلام بھیجنے لگے ہیں۔

(مدارج النبوت جلد اول)

لیکن لفظ صلوٰۃ کو نبی اکرم ﷺ کی تعظیم کے لئے خاص کیا گیا ہے لہٰذا اس سے عدول نہ کیا جائے گا۔ اور آپ ﷺ جس پر چاہیں لفظ صلوٰۃ فرمائیں یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے دوسروں کو غیر نبی اور غیر فرشتہ پر یہ لفظ جائز نہیں۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے: کہ رسول اکرم ﷺ کے سوا کسی پر صلوٰۃ درست نہیں اصحابِ شوافع کہتے ہیں کہ ابتداءً غیر انبیاء پر صلوٰۃ مکروہ ہے

ایک قول کے مطابق حرام ہے اور سلام کا لفظ بھی صلوٰۃ کے معنی میں ہے لہٰذا غیرِ انبیاء کے غیب پر سلام نہ بھیجا جائے (یعنی علیہ السلام نہ کہا جائے) اور زندہ و مردہ کے لئے بر سبیلِ خطاب لفظ سلام کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (خصائصِ کبریٰ)

انبیاء علیھم السلام کے علاوہ کسی اور کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' استقلالاً یا ابتداءً لکھنا یا بولنا شرعاً ممنوع ہے۔ علماء نے اسے انبیاء کے ساتھ خاص لکھا ہے البتہ ان (انبیاء) کی تبعیت میں غیر نبی پر درود و سلام بھیجا گیا ہو تو اس کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ جد الممتار میں نقل فرماتے ہیں انبیاء علیھم السلام کے علاوہ کسی کے ساتھ ''علیہ السلام'' جداگانہ طور پر لگانا بدعت ہے جس سے بچنا ضروری ہے حضرت ملا علی قاری نے فقہ اکبر میں صراحت فرمائی کہ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ''علیہ السلام'' کہنا روافض کا شعار ہے میں کہتا ہوں جب اس کی ممانعت پر اجماع منعقد ہو گیا تو اس کے ارتکاب کا کوئی معنی نہیں۔ (جد الممتار جلد ۵ صفحہ ۱۶۱)

صحابہ و اہل بیت کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنا چاہیے غیرِ نبی پر ''علیہ السلام'' ناجائز کہنے والے کو جو یہ کہے کہ تیرا خانہ دل ایمان سے خالی ہے وہ سخت حماقت و جہالت ہے اور اس میں علماء کی توہین بھی ہے لہٰذا ایسے شخص پر لازم ہے کہ اپنے اس قول سے توبہ کرے۔

(دارالافتاء اہلسنّت مفتی فضیل رضا قادری عطاری مسجد کنزالایمان بابری چوک کراچی)

سلامِ اعلیٰ حضرت میں نبی کریم ﷺ کے بعد صحابہ پر سلام کا تذکرہ ہے پھر اس کے بعد خود اعلیٰ حضرت پر سلام کا تذکرہ ہے لہٰذا اس میں حرج نہیں۔ (وقار الفتاویٰ)

فقط ''علیہ السلام'' مسئلہ مختلف فیہ ہے تاہم مستقلاً کسی کے لیے علیہ السلام نہ کہنا چاہیے اور تبعاً کہنے میں حرج نہیں۔ (فتویٰ جامعہ نظامیہ لاہور)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں الخ صلوٰۃ و سلام بالاستقلال انبیاء و ملائکہ علیھم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی کے لیے نہیں ہاں بہ تبعیت جائز ہے۔ صحابہ کرام کے لیے ''رضی اللہ عنہ'' اور تابعین، علماء، شرفا کے لیے رحمۃ اللہ علیہ کہنا یا لکھنا مستحب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳، ص ۳۹۰)

لباس کا رنگ

"عن سمرة انّ النّبی ﷺ قال البسوا الثّیاب البیض فانّها اطهر واطیب
و کفّنوا فیها موتا کم" (رواه احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجه)

روایت ہے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سفید
کپڑے زیادہ پہنو زیادہ پاکیزہ اور بہت ستھرے ہیں اور بہت پسندیدہ
ہیں اور اس میں اپنے مُردوں کو کفن دو۔

سرخ و گلابی لباس خوارج دشمنان اہل بیت اظہار مسرت کے لئے پہنتے ہیں سیاہ
(کالا) لباس روافض (شیعہ) پہنتے ہیں اس سے اجتناب چاہئے۔ (فتاوٰی امجدیه)

روافضِ زمانہ (شیعہ) عموماً مرتدین ہیں:

لبس تاج الرفضة مکروه کراهة تحریم

یعنی شیعہ کی وضع ولباس اختیار کرنا مکروہ تحریمی ہے۔(فتاوٰی مصطفویه)

نبی اکرم ﷺ کا لباس اکثر سفید ہوتا اور فرماتے سفید لباس زندہ ساتھیوں کو پہنایا کرو
اور فوت شدہ کو کفن سفید رنگ کا دیا کرو۔ (جواهر البحار)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں حضرت
سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے پہنو کہ وہ بہت
پاکیزہ، بہت صاف اور بہت اچھے ہیں اپنے مردوں کو کفن ان میں دو۔ شیخِ محقق اس حدیث کی
شرح میں لکھتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے سفید کپڑوں کو بہت زیادہ پاکیزہ اس لئے فرمایا کہ
وہ جلد میلے ہو جانے کے باعث زیادہ دھوئے جاتے ہیں بر خلاف رنگ دار کے کہ وہ دیر سے
دھوئے جاتے ہیں اور آپ ﷺ نے سفید کپڑوں کو بہت صاف اس لئے فرمایا کہ وہ رنگوں کی
آمیزش سے بھی پاک ہوتے ہیں اور آپ ﷺ نے بہت اچھے اس لئے فرمایا کہ طبیعتِ سلیمہ
ان (یعنی سفید) کی طرف زیادہ میلان رکھتی ہے۔ (اشعة اللمعات جلد ٥)

اب جو لوگ یہ خواہشات رکھتے ہیں کہ ہمارے دوسرے کپڑے جلد پھٹ جائیں کہ

ان کی جگہ بھی کالے بنوائیں کیونکہ وہ وہابیت سے شیعیت کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں سینوں کو لوٹنے کے لئے سفید کپڑے پہنے ہوئے اکتا گئے، کالے کپڑوں سے اتنی محبت اور سفید سے اتنی بیزاری واعراض واضح کرتا ہے کہ ہمارے مہربان طبیعتِ سلیمہ کو طبیعتِ کمینہ پر قربان کر چکے ہیں یا پھر کالے ناگوں کے شکنجے میں پھنس گئے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے اور سب کو ان کے شر سے بچائے۔ (آمین)

طوالت کے خوف سے ہم اس بحث کو مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کردہ چند باتیں بیان کر کے ختم کرتے ہیں مفتی صاحب فرماتے ہیں حدیث کا لفظ اطیب پسندیدگی کے معنیٰ میں خواہ شرعاً، عقلاً، طبعاً ہو مگر اس حدیث میں لفظ اطیب طبعا پسند کرنے کے معنیٰ میں ہے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں کہ وہ جو وارد ہوا ہے (بعض روایات میں) کہ حضور ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھا یا سرخ دھاری دار جوڑا پہنا یا عورت کا کپڑا رنگین ہو وہ سب بیانِ جواز کے لیے ہے بعض طلباء، صوفیاء رنگین کپڑے پہنتے ہیں وہ محض اس لیے کہ جلد دھونا نہ پڑیں ورنہ مسلمان کے لئے سفید کپڑا بہت ہی بہتر ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ششم)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں صحاح ستہ کی کتاب ابن ماجہ شریف میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوب صورت ترین لباس جسے پہن کر تم مساجد میں اور قبر میں (بحالتِ کفن) اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو وہ سفید لباس ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ سفید لباس و کفن سب سے بہتر وافضل ہے اور اس روایت کو امام ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح کہا۔ (تفسیر در منثور جلد سوم)

کالا لباس ہمارے یہاں روافض (شیعہ) کا شعار ہے اس سے بچنا لازمی ہے چنانچہ شامی شریف کا ارشاد ہے:

اما کانوا مخلطین اهل الاسلام فلا بدمن تمیزهم عنا یمیز بهم لباسهم و هیئته شعار الروافض فیجب التحزر عنه

جہاں مسلمان (کافر) اکٹھے رہتے ہوں وہاں لباس و ہیئت میں

(کافروں) سے تمیز بہت ضروری ہے۔ اور روافض (شیعہ) کے شعار سے بچنا واجب ہے۔ (فتاویٰ نعیمیہ)

فیض الملت حضرت علامہ فیض احمد اویسی صاحب فرماتے ہیں: اسلامی قاعدہ ہے کہ بدمذہب قوم کے ساتھ کسی طرح بھی تشابہ نہ ہو ان سے تشابہ کے تمام طور طریقے ترک کرنے چاہئیں پھر اگر کوئی اس تشبیہ کو قصداً و ارادۃً عمل میں لاتا ہے تو حرام ہے ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔ جیسا کہ سَر اور مونچھوں پر اُسترا پھیرنا جائز تو تھا لیکن یہ خوارج (وہابیوں) کا شعار ہو گیا ہے اس لیے علماء نے سَر اور مونچھیں چٹ صفا کرنے سے روک دیا یونہی سیاہ لباس جائز تو ہے لیکن اس سے شیعہ و روافض سے تشابہ ہوتا ہے اس لیے روکا گیا ہے بالخصوص ماہ محرم میں بلکہ علماء کرام بدمذاہب کے خلاف عمل کو جب کہ ان کا زور ہو ان کے خلاف عمل کو زیادہ ثواب سمجھتے تھے۔ (کتاب مسئلہ "علیہ السلام")

سیاہ عمامہ

مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نبی معظم ﷺ نے ہمیشہ سفید لباس اور سفید عمامہ استعمال فرمایا اور سفید لباس ہی آپ ﷺ کو پسند تھا اور زندوں مردوں کے لئے سفید کپڑے کا ہی حکم فرماتے تھے کہ یہی نوری لباس ہے جو شخص آپ ﷺ کا پسندیدہ سفید لباس پہنے گا وہ آپ ﷺ کو پسندیدہ و مقبول ہو گا اور سیاہ عمامہ کی روایات میں ایک ہی موقع یعنی فتح مکّہ کا ذکر ہے اس موقع کے مختلف اوقات میں جس نے جیسے دیکھا تھا ویسے ہی بیان کیا اس لئے کہ شہر میں داخلہ کے وقت سر انور پر خود تھا جو بعد میں (مزاحمت نہ ہونے پر) اتار دیا گیا تھا نیچے جو عمامہ شریف تھا وہ خُود سے رگڑ کے باعث سیاہ ہو گیا تھا وہ رنگا ہوا سیاہ نہ تھا چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہی بات ثابت ہے کہ خود کی رگڑ کا اثر عمامہ شریف پر کچھ زیادہ ہی ہو گیا تھا (ملخصا مقیاس خلافت) زرد رنگ کی سب روایات منقطع ہیں۔ ہمارے حریف اگرچہ دروغ و تقیہ کے حامل و ماہر ہیں مگر چونکہ انھوں نے خود مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمہ کو مستند مانتے ہوئے ان کا حوالہ طلب کیا ہے اس

لئے ان کی کتاب مقیاس خلافت کی طرف ہم توجہ دلاتے ہیں کہ ضرور ملاحظہ کریں۔

کعبہ شریف کا غلاف سفید تھا

مولانا عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت سے تمھاری کالی فکر کے جوابات تمھارے جنم سے پہلے رقم کردئے تھے اور ثابت کیا ہے کہ کعبہ شریف کا غلاف نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں سفید ریشمی ہوتا تھا سیاہ ریشمی غلاف حجاج بن یوسف کی ایجاد ہے (مقیاس خلافت) کیا آپ افکارِ حجاجی کے دلدادہ تو نہیں ہو گئے؟ امام عبدالرزاق نے کہا ابن جریر سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور خلفاءِ ثلثہ قباطی و یمنی سفید چادروں کا غلاف چڑھایا کرتے تھے۔ (نزھۃ القاری شرح بخاری)

اہل سنت کا طرۂ امتیاز

درجات و مراتب کو ملحوظ رکھ کے کمالِ تعظیم و آداب بجالانا اہل سنت و جماعت کا معلوم ومشہور شعارِ عالی وقار ہے۔ مجاہد ملّت مولانا عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا کیا آپ دو لفظوں میں وہابی اور بریلوی کا فرق بتا سکتے ہیں تو مجاہد ملّت نے فوراً فرمایا ہاں غور سے سنو وہابی ابلیسی ہیں اور ہم بریلوی جبرائیلی ہیں مطلب یہ ہے کہ فرق مراتب و آداب کا لحاظ نہ رکھنا یہ وہابیوں کا طریقہ و پہچان ہے اور ہر کسی کے مراتب و آداب کا لحاظ رکھ کے غلامی واطاعت اور محبت کرنا یہ جبرائیلی سنت بریلویوں کا طرّہ امتیاز اور شعارِ عالی کار ہے۔ بحمدہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کے سلف و خلف کا افراط و تفریط اور غلوّ کی ضلالتوں سے کبھی کسی دور میں دُور کا بھی واسطہ نہیں رہا بلکہ ایسے مریض ضلالت شخص کو اہل سنّت سے خارج قرار دیا اور عوام اہل سنّت کو اسکی گمراہی سے بچنے کی سختی سے تلقین کی کیونکہ اہل سنّت کے عقائد و اعمال اللہ تعالیٰ کے فضل نبی رحمت ﷺ کے کرم سے اتنے قطعی وٹھوس اور واضح و دوٹوک محققانہ ومضبوط قرآن وسنّت کے ماخوذ ومحفوظ اور ایسے کامل و مقبول ہیں کہ اب قیامت تک ان میں کسی جاہل بڑھئی کو کمی وزیادتی کرنے کی ضرورت نہیں اور انھیں ثابت کرنے کے

لئے کسی دھونس و دھن، دشنام و طعن، تقیہ و کذب، مکر و فریب اور منافقت و دروغ کی معیوب و مجروح، کمزور و مکروہ بیساکھیوں کی قطعاً ہرگز کوئی ضرورت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کو آج تک کسی بھی میدانِ مقابلہ میں خجالت و شرمندگی کا سامنا نہیں کرنا پڑا ابلیس اپنے بغل بچوں سمیت لباس خضر میں آتا رہا اور اہل حق کے گروہ میں گھسے ہوئے پردہ نشین بھی مجبوراً یا مرغوباً ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اس کی معاونت و مدد کرتے رہے مگر تمام حالات و اوقات میں وعدۂ الٰہیہ ﴿لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا﴾ (شیطان کی مکاریاں ذرا بھر بھی حق کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں اور فرمانِ محبوب خدا ﷺ الحق یعلو ولا یعلیٰ علیہ (حق غالب ہے اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا) ہمیشہ سچ ثابت ہوا اور اہلِ طاغوت حق میں کسی قسم کی تلبیسات و اختلاط کرنے میں نہ صرف ناکام و نامراد رہے بلکہ حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹتے رہے اور ان شاء اللہ قیامت تک مٹتے رہیں گے۔ مذہب اہل سنّت کے افکار و اعمال میں تارِ عنکبوت جتنی بھی اگر کوئی کمزوری ہوتی تو یہودی و عیسائی سرمایہ و اشارہ پر دندنانے والے کب کے اسے بے نشان کر چکے ہوتے مگر وقت نے ہمیشہ ثابت کیا کہ اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دبا دینگے۔ ہمارے ضلع راولپنڈی بالخصوص تحصیل گوجر خان میں بھی کچھ عاقبت نا اندیش شتر بے مہار علم و اخلاق سے مکمل تہی دامن حضرات نے وہابیت سے شیعیت کی طرف جاتے ہوئے بڑی رازداری اور گہری سازش سے نقب زنی کی مکروہ کوشش یوں کی ☆ کہ حبِ آلِ رسول ﷺ کی آڑ میں سب سے پہلے !!!

☆ نعرہ تحقیق پر طعن شروع کیا پھر

☆ غیر نبی پر علیہ السلام جائز نہ سمجھنے والے پر حرامی کی تہمت لگائی پھر

☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں سست و گھٹیا گفتگو کر کے اجتماع عام میں بڑی ڈھٹائی سے خبث ریزیاں کیں گئی پھر

☆ افضل البشر بعد الانبیاء حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے موازنہ کا دروازہ کھولا گیا پھر

☆ نوبت آنجار سید کہ انبیاء علیھم السلام کی شان و عظمتِ کردار پر حرف گیری کے نشتر پھینکنا شروع کر دیئے۔

اور اخلاقی لحاظ سے جس آوارگی کا مظاہرہ کیا گیا اس پر اللہ کی پناہ، جسے ہم پر اعتماد نہ ہو آڈیو ویڈیو سیڈیز ہم سے طلب کر کے خود دیکھ لے کہ یہ ذئاب فی ثیاب کس دریدہ ذہنی سے خبث فشانی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انبیاء حتّی کہ:

☆ سیّد الانبیاء ﷺ کے دور میں بھی پوری دنیا سے کفر ختم نہ ہوا آخر زمانے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیٹا امام مہدی رضی اللہ عنہ آئے گا تو پوری دنیا سے کفر ختم کرائے گا۔

یہ غیرِ نبی کا نبی سے تقابل کرنا کفر ہے۔ ایسی طرزِ خرافات کون سی اہلِ سنّت کی خدمت ہے۔ بعض افراد نے مرعوباً یا ضرورتاً انھیں سپورٹ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور بھی لگایا مگر خواہشات کی تکمیل میں ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آنا تھا، نہ آیا۔ کیونکہ تائید ایزدی صرف حق کے علم برداروں کے ہمیشہ شامل حال رہی ہے۔ ہر چند کہ مذکورہ بالا مسائل آج سے صدیوں قبل ہمارے اسلاف پوری تحقیق و تدقیق سے اجماعاً ثابت فرما چکے ہیں جس کی تفصیلات ان کے نادر و قیمتی شذرات و تصنیفات میں دیکھی جا سکتی ہیں مگر عامۃ الناس عدمِ استطاعت یا تنگئِ وقت کے باعث مسئلہ کی تہہ تک پہنچنے سے قاصر ہوتے ہیں جس کے باعث وہ بہروپیوں کے لبادہ سے متاثر یا پروپیگنڈہ سے مرعوب ہو کر انصاف کا دامن ڈھیلا کر دیتے ہیں اور ایمان جیسی قیمتی متاع کو ضائع کر بیٹھتے ہیں اسی لئے ہم نے اپنی اس مختصر تحریر میں قرآن و سنّت اور بزرگ آئمہ اسلاف کے کچھ موتی صرف انصاف کی امید رکھتے ہوئے اور جستجوءِ حق کی طرف متوجہ کرنے کے لئے جمع کئے ہیں۔

﴿فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ﴾ (الحشر: ۵۹/۲)

عبرت پکڑو اے عقل والو۔

دوسروں پر غریب اللسانی کی طعنہ بازیاں، حرامی کی بہتان طرازیاں اور بدصورتی کی

پھبتیاں کس کے اپنی تحقیقی گروندیوں کی بھرمار سے دھاک بٹھا کر یہ پوٹھوہار کے امیر اللسان مرزا غالب اور حسن کے طاؤس بننے والے اپنی ذات سے بھی عبرت نہیں پکڑتے اور صد افسوس ہے ان علم کے قارون، مدعیانِ علم وفن، صاحبانِ خرقہ ءِ سالوس پر جن کی طفل ٹکیوں اور تجاہل عارفانہ پر تو ماتم ہی کیا جا سکتا ہے جو کتاب کے متن کو چھوڑ کر کاتب کی غلطیوں سے صاحب کتاب کا نظریہ بڑی ڈھٹائی سے ثابت کرنے کی سعی ءِ لا حاصل کرتے ہیں پھر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے مناظرہ کا جھوٹا چیلنج بھی کر دیتے ہیں مگر وقت آنے پر گرگٹ کی طرح رنگ اور شتر مرغ کی طرح پینترا بدلتے ہوئے صاف مکر جاتے ہیں کہ ہم نے مناظرے کا چیلنج نہیں دیا۔

دروغ گوئی کی کرشمہ سازیاں

کا عالم یہ ہے ان کے منافقانہ عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے قلوب واذہان پر خمس و خبث کے ایسے غلیظ پردے پڑ گئے ہیں اور ضعفِ حافظہ یا منافقت کا یہ عالم ہے کہ ایک جلسہ میں کہتے ہیں اصحابی کالنّجوم میں اضافت جمع الی الواحد معنیٰ استغراق کا دیتی ہے (یعنی ہر وہ آدمی جو صحابی ہے ہدایت پر ہوگا) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو بڑے بلند ہیں جس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بحالتِ ایمان دیکھ لیا اُس کو بھی جہنّم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ یہ صاحب دو ماہ بعد ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہتے ہیں نبی کریم ﷺ تین قبیلوں کو جن میں بنو اُمیہ بھی ہیں بُرا جانتے تھے سوائے کچھ افراد کے محقق موصوف نے یہ عقدہ کشائی نہیں فرمائی کہ انھوں نے کس تفسیقی وتجھیلی یا عفریتی واستدراجی طریقہِ واردات سے حدیث کے مفہومِ استغراق وعموم کو مقیّد ومخصوص کر کے پورے تین قبیلوں کو مبغوض بنا دیا ہے۔ موصوف نے ایک جلسے میں نعرہ تحقیق کا اثبات کرتے ہوئے کہا کہ نعرہ تحقیق قاضی مظہر کا نعرہ نہیں جو نعرہ تحقیق سے پریشان ہو وہ سنّی کیسے ہے جبکہ دوسرے جلسے میں ان کے سامنے کھلے لفظوں نعرہ تحقیق کا بغیر تحقیق کے انکار کیا جاتا رہا مگر موصوف کی رگِ سُنّیت ٹس سے مَس نہ ہوئی۔

(پوٹھوہار کو قاضی محمد شفیع صاحب اور مولوی محمد شاہ نواز رحمھما اللہ تعالیٰ نے بڑی جانکاہی

سے رافضیانہ وخارجیانہ طاعونِ تلبیساتِ اکبری سے بچایا خطۂِ پوٹھوہار ان مسلمہ مستند حضرات کی شان وجلالتِ علم وکشف کے آپ بھی معترف ومشتہر رہے ہیں آپ کو قلابازیاں کھاتے کھاتے عمر کے اس حصّہ میں جو دُور کی سُوجھی ہے اُن خرافات کی ایک لمحہ کے لئے ذرا بھر بھی مذہب مہذب حق اہل سنّت وجماعت میں اختلاط کی کوئی گنجائش ہوتی تو یہ علم وروحانیت اور اخلاص وللّٰہیت کے پیکرانِ مجسم حق وباطل میں تمیز کی اتنی شدّت سے کوشش نہ فرماتے) آپ کو اگر کوئی مجبوری ہے تو جو چاہیں کریں مگر اہلِ سنّت کو معاف رکھیں کہ وہ آپ کی ابلیسی تلبیسات سے سخت بیزار ہیں:

گھنگرو کی طرح بجتے ہی رہو گے ہر کام میں
کبھی اس خصام میں کبھی اس گام میں

مولوی صاحب موصوف نے لفظ ''یار'' کے استعمال کو بھی بڑا معیوب قرار دیا ہے تو اگرچہ اُمّت کے جیّد بزرگوں نے جائز سمجھتے ہوئے یہ لفظ استعمال کیا ہے یہاں تک کہ فخر العشاق، امام بے باک، مجدد علیٰ الاطلاق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ جو ناموس مصطفیٰ ﷺ کے معاملہ میں انتہائی حساس ہیں انہوں نے بھی ''حدائق بخشش'' میں کئی جگہ لفظ ''یار'' استعمال کیا مگر طوالت کے خوف سے ہم صرف مولوی صاحب موصوف کی توجہ اُن کے فرمودہ چوٹی کے مؤرخ کی کتاب 'ضیاء النبی' کی طرف دلاتے ہیں جس میں پیر صاحب نے کئی مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کا یار لکھا ہے۔ مولوی صاحب نے نعرہ تحقیق کے خلاف کوئی ضعیف دلیل وقول یا معقول وجہ پیش نہیں کر سکے صرف یہ حکم دیا کہ یہ نعرہ نہ لگاؤ یہ نعرہ وہابیوں کا ہے مولوی صاحب نے مسجد میں کھڑے ہو کر یہ ایسا صریح جھوٹ بولا ہے کہ جھوٹ کو بھی شرم آرہی تھی کیونکہ وہ اسی مسجد میں تیس ۳۰ سال یہ نعرہ لگاتے رہے تھے اب کہتے ہیں کہ جو نعرہ میں تمھیں دوں وہ لگاؤ کتنی عجیب بات ہے کہ موصوف اپنے گریبانِ علمی میں جھانکے بغیر حجۃ الاسلام بن گئے ہیں اور اپنی گتھیءِ شعور سے جو نعرے نکالے ہیں وہ سن کے کوئی ہنسے یا روئے کہتے ہیں میں نعرہ دیتا ہوں: نعرہ صدیق، نعرہ فاروق، نعرہ عثمان: یہ ہیں مولوی صاحب موصوف کی تحقیق تجہیل کے اختراع کیے ہوئے نعرے گویا صدیق، فاروق،

عثمان مولوی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں ایسے روکھے پھیکے نعروں کی کوئی تحقیق بھی بیان نہیں کی گئی کہ یہ کس آیت، حدیث یا امام وشیخ کے قول وفرمان سے ثابت ہیں اس مجددِ فسق اور ڈھولِ رفض کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میری علمی وعملی حیثیت واوقات کیا ہے اہلسنّت اپنے جید ومستند اسلاف کی تعلیمات کو چھوڑ کر کیونکر آپ جیسے لنگور پر فتور کی معروضات ومغلظات کو قبول کریں گے سنی تو اپنے امام بریلوی علیہ الرحمہ کے اس تحقیقی عقیدہ کہ:

جنان بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

کے مطابق نبی کریم ﷺ کے چار یاروں کی عظمت کا یہ نعرہ لگاتے رہیں گے دعوت اسلامی کے مفتی ''فضیل رضا قادری عطاری'' اپنے فتوے میں لکھتے ہیں نعرہ تحقیق حق چار یار لگانا جائز ہے۔(دارالافتاء اہل سنت کنزالایمان مسجد بابری چوک کراچی)
جو شخص نعرہ تحقیق کو خارجیوں کا نعرہ کہے گویا اس کے دل میں بغضِ صحابہ ہے مذکورہ شخص رافضی ہے یا گمراہ ہے۔(فتوٰی جامعہ نظامیہ لاہور)

غریبِ شہر ہوں میں سُن تو لے مری فریاد
کہ تیرے سینے میں بھی ہوں قیامتیں آباد
مری نوائے غم آلود ہے متاعِ عزیز
جہاں میں عام نہیں دولتِ دلِ ناشاد

☆......☆......☆......☆
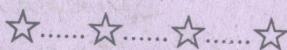
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

کی ہدیۃً شائع شُدہ کُتُب

عصمت نبوی ﷺ کا بیان، گستاخ رسول کی سزائے موت،

غیر اسلامی رسومات کے خلاف اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے سو (100) فتاوی

تنویر البرہان، نقاب کشائی، فلسفہ اذان قبر

ستر استغفارات، دلائل نوریہ بر مسائل ضروریہ، خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

شیخ الحدیث حضرت علامہ **مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی** مدظلہ

کی تالیفات میں سے

عورتوں کے ایام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم،

نسب بدلنے کا شرعی حکم، تخلیقِ پاکستان میں علماءِ اہلسنّت کا کردار،

دعاء بعد نمازِ جنازہ، طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم،

ضبط تولید کی شرعی حیثیت (برتھ کنٹرول پر جامع تحریر)

مندرجہ ذیل کُتُب خانوں پر دستیاب ہیں

مکتبہ برکات المدینہ، بہار شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی

ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی

مکتبہ غوثیہ ہولسیل، پرانی سبزی منڈی، نزد عسکری پارک، کراچی

مکتبہ انوار القرآن، میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی (حنیف بھائی انگوٹھی والے)

کراچی سے باہر دیگر شہروں کے کُتُب خانوں کے مالکان رابطہ کریں تاکہ اُن شہروں کے قارئین کے لئے ان کتب کا حُصول آسان ہو سکے۔

رابطے کے لئے: 021-32439799، 0321-3885445

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح ورات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ وناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرنگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے زیر اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نماز عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے۔ جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویت ایمان کے لئے شرکت کریں

ہر شبِ جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا